فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول

تحفۃ النجدیہ

اعنی

فصل قضیۃ الاخوان

بذکر تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن و الفتوی علی تاویل الاستواء

مع تصدیق العلماء

یعنی

غزنوی نزاع کا فیصلہ

اس رسالہ میں امرتسری غزنویہ کے رسالہ "فیصلہ مکہ" کا جواب مصدقہ (۶۷) علماء اہل حدیث مع واقعات درج ہے

من تالیف

خادم دین اللہ ابی الوفاء ثناء اللہ الہندی الامرتسری پبلشر

مصنف تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن

باہتمام شیخ غلام یٰسین صاحب پرنٹر

در مطبع روز بازار ہال بازار امرتسر میں ماہ رمضان شریف میں طبع ہوا

فقط ار برائے محصول۔ محل وصول دفتر اخبار اہلحدیث امرتسر

خارج، بعض نے مرتد، بعض نے دجال وغیرہ لکھا۔ اس حالت میں شرعاً وقانوناً میرا حق بلکہ فرض ہو گیا کہ میں اپنی صفائی برادران اسلام خصوصاً جماعت اہل حدیث کے سامنے پیش کردوں۔ چنانچہ میں نے اسکے جواب میں کتاب "کلام المبین" لکھی جس کو دیکھکر (۵۶) علماء نے فتوے غزنویہ کو مسترد قرار دیا۔ الحمدللہ۔ اس کے بعد بمقام آرہ علماء نے فیصلہ دیا وہ بھی فتوے مذکور کے خلاف تھا۔ پھر مدراس کے جلسہ اہل حدیث کانفرنس میں فریقین میں فیصلہ بحال رہا جو آرہ میں ہوا تھا۔ حتےٰ کہ غزنویہ کے سفیروں قاضی عبدالاحد خانپوری اور مولوی فقراللہ مدراسی نے صاف لفظوں میں لکھا۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو ہم اہل حدیث برادر جانکر مصالحت کرتے ہیں" (ملاحظہ ہو روئداد انجمن اہلحدیث مدراس صفحہ ۱۳)

دوسرا حملہ

اس کے بعد کچھ عرصہ خاموشی رہی۔ گذشتہ حج کے موقع پر غزنویہ نے اربعین کو عربی میں چھاپا اور مکہ معظمہ میں جاکر تقسیم کیا۔ اور علماء نجد وشام اور مصر وغیرہ کو میرے برخلاف بہت کچھ ابھارا جب اربعین سے وہاں کام نہ چلا تو غزنویہ نے دیکھا کہ نجدی علماء مسئلہ صفات میں اپنا خاص مسلک رکھتے ہیں۔ اور اسکے خلاف تاویل کرنے والے کو بہت برا جانتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اربعین کے علاوہ مسئلہ استوا وغیرہ کو پیش کرکے میرے برخلاف ان سے فتوے حاصل کیا۔ اور قبلہ مکہ کی صورت میں اسے شائع کیا (میں ہنوز انکی تصدیق نہیں کرسکتا) غزنویہ حضرات کی طرف سے غزنویہ یہ دوسرا حملہ ہوا۔ اس کے جواب میں بھی اپنی صفائی پیش کرنا میرا فرض ہوا چنانچہ اسی فرض کو اس رسالہ میں ادا کیا گیا ہے۔

یہ حال بالاجمال سنا کر میں آپ اصحاب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس نزاع میں جتنے حملے ہیں سب غزنویہ کی طرف سے ہیں۔ میری طرف سے ان پر نہ کوئی فتوے کفر ہے نہ بدعت نہ فسق نہ ضلالت۔ ہاں میں اتنا کہکر اپنے پر سے حملہ ظالم کا مدافع رہتا ہوں جو شرعاً واخلاقاً میرا حق ہے کہ اخواننا بغوا علینا۔

دردناک اپیل

بخدمت

اعیان اہل حدیث

فغاں میں، آہ میں، فریاد میں، شیون میں، نالے میں،
سناؤں حال دل طاقت اگر ہو سننے والے میں

حضرات! جب دو شخص یا دو گروہ لڑتے ہیں تو ناواقف آدمی دونوں کو بُرا کہتا ہے۔ لیکن واقف حال آدمی ظالم اور مظلوم۔ حملہ آور اور مدافع میں تمیز کر کے وہی اظہار رائے کرتا ہے جو بانی فطرت کے سچے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"المستبان* ما قالا فعلی البادی منهما مالم یعتد المظلومُ"۔

میں اپنے اور جماعت غزنویہ امرتسر کے واقعات آپ لوگوں کے سامنے پیش کر کے امیدوار ہوں آپ لوگ رائے قائم کرتے ہوئے مذکور فرمان نبوی کو ملحوظ رکھینگے۔

میں نے بتوفیق الٰہی "تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن" عربی لکھی وہ جیسی کچھ ہے آپ لوگ خود دیکھیں اور علماء کرام کی آراء مندرجہ رسالہ ہذا کو (صفحہ ۵ سے صفحہ ۲۲ تک) ملاحظہ کریں (ما اصبت فمن اللہ وما اخطأت فمن نفسی واللہ یعفوا ذلتی) اُس تفسیر میں مَیں نے کسی جماعت یا کسی شخص پر حملہ نہیں کیا۔ بُرا نہیں کہا۔ بلکہ میرے ناقص علم میں جو صحیح معلوم ہوا محض دیانتہً میں نے درج کر دیا۔ جماعت غزنویہ امرتسر نے اُس پر ایک کتاب (اربعین غزنویہ) بصورت فتوے اخراج شائع کی۔ جس میں بعض مفتیوں نے مجھ کو اہل حدیث سے خارج، بعض نے اسلام سے خارج

(بقیہ بر صفحہ ب)

* ترجمہ } دو شخص آپس میں بُرا بھلا کہنے والے جو کچھ کہیں پہلے شروع کرنے والے پر اُس سب گناہ ہے جب تک مظلوم صرف دفاع پر رہے اور حد سے تجاوز نہ کرے ۱۲ منہ

پاس ہیں۔ غزنویہ نے بطور پیش بندی ایک اشتہار میں لکھا ہے کہ

"مولوی ثناء اللہ اب مقلدین سے سہارا لے گا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو یہ ہرگز گمان نہیں تھا کہ علماء اہلحدیث اس فتوے کی مصدق ہونگے۔ گو علماء احناف کی تصدیقات بھی ہم اس میں درج کر سکتے ہیں کیونکہ غزنویہ اور نجدیہ دونوں کے نزدیک حنفیہ اہل سنت میں داخل ہیں۔ مگر ہم نے اُن کی تصدیقات دانستہ درج نہیں کیں تاکہ غزنویہ کو یہ تارعنکبوت سے کمزور بہانہ بھی نہ مل سکے۔

آخری بات میں اپنے خیال میں غزنویہ کے دونوں حملوں کو بہت کافی طاقت سے مسترد کر چکا ہوں امید ہے اب جماعت اہلحدیث میں کوئی تفریق نہ رہیگی۔ خدا وہ دن کرے۔

اعیان کرام! امید ہے کہ واقعات مذکورہ کو سامنے رکھکر آپ لوگ صحیح رائے قائم کرینگے۔

سخت افسوس غزنوی نزاع کے دور ثانی میں مجھے جس بات کا سخت افسوس ہوا وہ یہ ہے کہ میرے عزیز دوست مولوی داؤد غزنوی خلف مولانا عبدالجبار غزنوی مرحوم نے بھی مجھ سے علیحدگی اختیار کی۔ حالانکہ موصوف میرے ساتھ حضر و سفر میں مصاحب رہکر میرے اندرون بیرون سے اُسی قدر واقف تھے جتنے دو بھائی (عبدالرحیم و عبدالرحمٰن) ایک دوسرے سے واقف ہوتے ہیں۔ اُسی واقفی کی بنا پر وہ میرے کامل الایمان ہونے کا اعلان کیا کرتے تھے۔ آج وہ خاندان میں ملکر میرے کفر کا فتوٰے شائع کر رہے ہیں۔ میں تو اس انقلاب کو فرمان خداوندی "تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ" کے ماتحت جانتا ہوں۔ مگر واقف حال لوگ کہتے ہیں ؎

کل تک تو آشنا تھے مگر آج غیر ہو

دو دن کا یہ مزاج ہے آگے کی خیر ہو

اہل علم اصحاب اور اعیان انصاف سے رائے قائم کریں کہ کسی ایسے مسئلہ میں بھی کفر۔ الحاد۔ بدعت یا ارتداد کا فتوےٰ لگ سکتا ہے جسمیں جماعت اہلحدیث کا اتنا بڑا گروہ مخالف ہو جنکی رائیں اس رسالہ میں (۹۷ تک) آپ ملاحظہ فرمائینگے یاللعجب وضیعۃ الادب۔ پس اس مجمل روئداد کو ملاحظہ میں رکھکر با تحت حدیث مذکور فیصلہ دینا آپ اصحاب کا کام ہے کہ اس نزاع کا ذمہ دار کون فریق ہے اور کس کی خاموشی سے نزاع مذکور ختم ہو سکتی ہے۔

حمائت دینی کا بہانہ حضرات غزنویہ کو حمایت دینی پر بہت کچھ ناز ہے جسکی تردید کی مجھے ضرورت نہیں۔ ہاں میں اتنا کہتا ہوں کہ دین وہی تو نہیں جو آپ (غزنویہ) سمجھے ہیں دوسرے علماء اسلام یا اہل حدیث بھی تو یہ حق رکھتے ہیں کہ دین سمجھیں جس صورت میں علماء مرحومین مصنفین کے علاوہ زندہ علماء اہلحدیث بھی بکثرت آپ سے مختلف ہیں جو اس رسالہ میں درج ہیں۔ تو پھر آپ کو کیا حق ہے کہ اپنے مافی الضمیر ہی پر ضد کریں۔ کم سے کم یہ تو کہیں کہ مسئلہ ہذا مختلف فیہ ہے۔ سلف صالحین کا طریقہ تھا کہ مسئلہ مختلف فیہ کو کفر و اسلام کیلئے معیار نہیں بناتے تھے۔

اس کی نظیر میں آپ کے خاندان ہی سے بتاتا ہوں۔

عرصہ ہوا امرتسر میں غزنویہ حضرات کی مسجد میں مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم جمعہ پڑھاتے اور خطبہ میں وعظ فرماتے تھے جسکو حضرات غزنویہ نے بدعت جانکر مخالفت شروع کی۔ یہانتک کہ مسجد میں بغرض نگرانی پولیس آنے لگی۔ آخر کار مولوی احمد اللہ مرحوم اُس مسجد کی امامت جمعہ سے الگ ہو گئے۔ اب خاندان کے اکثر ممبران خود خطبہ میں وعظ فرماتے ہیں۔ سب سے پہلے مولوی عبدالواحد صاحب نے لاہور میں شروع کیا۔ حالانکہ اُن کے شروع کرنے کے زمانہ میں اُنکے بڑے بھائی خاندان کے امام مولوی عبدالجبار مرحوم امرتسر میں اس فعل کو بدعت جانکر رد کرتے تھے۔ اب بھی اُن کی بڑے بیٹے امام اسکو بدعت جانتے ہیں علی الاعلان کرنیوالے اور نکرنیوالے افراد بالفاظ دیگر بدعتی اور سنی سب ملکر رہتے ہیں۔ اس امر کی وجہ سے کوئی پرخاش نہیں اسلئے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

نوٹ فتوے ہذا پر علماء احناف (اساتذہ دیوبند۔ سہارنپور وغیرہ کے) دستخط بھی ہمارے

جواب "مولوی ثناء اللہ صاحب پر یہ اعتراض کئے گئے تھے کہ وہ بہت سے عقائد حقہ جو متفق علیہا بین اہل السنۃ ہیں اُن سے منکر ہیں۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے رسالہ کلام المبین میں لکھتے ہیں کہ میں ناسخ منسوخ۔ تقدیر معجزات۔ کرامات۔ صفات باری تعالیٰ۔ دیدار الٰہی۔ میزان۔ عذاب قبر۔ عرش۔ لوح محفوظ۔ دابۃ الارض۔ طلوع الشمس از مغرب وغیرہ سے یونان کے فلاسفروں کی طرح ہرگز منکر نہیں ہوں۔ اور خود تفسیر القرآن مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب (جکے متعلق یہ اختلاف برپا ہوا ہے) بعض مقامین سے بھی اُن بعض اُمور کا ثبوت ہوتا ہے۔ چنانچہ تفسیر القرآن کو جابجا ملاحظہ کرنے سے واضح ہوتا ہو پس مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف جن جن عقائد حقہ کے انکار کی نسبت کی گئی تھی ان سب عقائد حقہ کا وہ اقرار کرتے ہیں اور اُنکے وہ مثبت ہیں تو وہ کیونکر دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہوسکتے ہیں اور کیونکر داخل فرقہ ضالہ ہونگے۔ قبل دیکھنے "کلام المبین" کے بھی میرا یہ خیال نہیں تھا کہ وہ ان عقائد حقہ مذکورہ کے منکر ہیں اور خارج از جماعت اہل سنت ہیں اور اب بعد دیکھنے کلام المبین کے ہر شخص پر ظاہر ہوگیا کہ وہ ایک فرد ذی علم و ذی فضل اہل سنت والجماعت واہل حدیث کے ہیں۔ حاشا وکلا وہ داخل فرقہ ضالہ میں نہیں ہیں۔ الخ۔" ابو الطیب محمد شمس الحق (مہر)

ایک اور معتبر شہادت

حضرت مولانا شیخ حسین محدث یمنی اُستاد نواب صدیق حسن خان مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کو کون نہیں جانتا کہ وہ اپنے زمانہ کے بڑے محدث شیخ الحدیث تھے۔ ڈاکٹر جمال الدین پشاوری مرحوم نے اُن سے ایک سوال کیا جسکا جواب شیخ ممدوح نے جو دیا وہ درج ذیل ہے۔

"محبی عزیزی جناب ڈاکٹر سید جمال الدین صاحب۔ بعد سلام مسنون آنکہ واقعی میں نے آپ کے اور مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے روبرو کہا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر میں ایسی غلطیاں ہیں جن سے وہ اہلحدیث سے باہر نہیں ہوسکتے۔ حافظ عبداللہ غازیپوری و مولوی شمس الحق صاحب نے جو فیصلہ لکھا ہے وہ صحیح ہے اور میں نے جلسہ آرہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ والسلام۔ شیخ حسین عرب۔ ۱۵ شوال ۱۳۲۳ھ"

جناب مولانا حافظ عبد اللہ صاحب غازیپوری رحمۃ اللہ جن لوگوں نے حافظ صاحب مرحوم کو دیکھا اُن میں کے ایک گو اہ مولوی داؤد صاحب غزنوی بھی ہیں۔ یہ شہادت دیکتی ہیں

ایک غلط الزام کا جواب

بعض غزنویہ اور اُنکے اتباع مجھ پر یہ الزام لگاتے آئے ہیں چنانچہ "فیصلہ مکہ" کے ص۶ پر لکھا ہے کہ میں نے علماء آرہ کو منصف مانکر اُن کا فیصلہ مسترد کر دیا۔ میں اسکا جواب اپنے لفظوں میں دینا نہیں چاہتا بلکہ خود منصفان فیصلہ کے الفاظ نقل کر دیتا ہوں۔ جن دنوں فیصلہ آرہ میں نے شائع کیا تھا اُنہی دنوں فریق ثانی نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ اسلئے میں نے حضرات منصفین کی خدمت میں ایک استفسار بھیجا جو مع جواب درج ذیل ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

"بخدمت شریف جناب مولانا حافظ عبد اللہ صاحب۔ مولانا ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب مولانا شاہ محمد عین الحق صاحب۔ السلام علیکم آپ حضرات کو امرتسر کی نزاع کے متعلق منصف بنایا گیا تھا وہ کس امر میں تھا اور یہ کہ میں نے آپ حضرات کے فیصلہ کو مطبوعہ فیصلہ آرہ میں مانا ہے یا نہیں؟ والسلام مع الاکرام جمادی ث ۱۳۲۷ھ - ۴ جولائی ۱۹۰۹ء"

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"ہم لوگوں کو جو نزاع مذکور کے متعلق منصف بنایا گیا تھا وہ درحقیقت صرف اس امر میں تھا کہ اربعین میں جو جو آپ کی عربی تفسیر کے اغلاط بتلائے گئے ہیں اُن اغلاط کی بنا پر آپ اہلحدیث ہیں یا خارج از اہلحدیث۔ ہم لوگوں نے اغلاط مذکورہ کی تحقیقات کے بعد بالاتفاق یہ فیصلہ صادر کیا کہ آپ اغلاط مذکورہ کی بنا پر اہلحدیث سے خارج نہیں ہیں۔ اور بھلا اس فیصلہ کو آپ کیوں نہ مانتے جبکہ فیصلہ مذکورہ تماتر آپ کے حق میں مفید تھا۔ باقی رہا یہ امر کہ اربعین کے اعتراضات درحقیقت صحیح ہیں یا نہیں۔ ہم لوگوں کی نظر میں جو وہ اعتراض بلاشبہ صحیح ہیں لیکن ہم لوگ آپ کو اس بارے میں من حیث الحکم پابند نہیں کرینگے کیونکہ آپ نے اس بارے میں ہم لوگوں کو منصف نہیں بنایا تھا" محمد عبد اللہ - محمد عین الحق عفی اللہ عنہ - ۲۳ جمادی الآخر ۱۳۲۷ھ"

مولانا شمس الحق مرحوم کی طرف سے اس سوال کا جواب نہ پہنچا جسکی وجہ معلوم نہیں۔ البتہ اس بارے میں اُنکی دوسری تحریریں موجود ہیں جو استفتاؤں کے جواب میں مرحوم نے سائلوں کو بھیجی ہیں صاف الفاظ میں تحریر فرمایا ہے منجملہ ایک فتوے یہ ہے۔

قادیانی تعلق

اخبار اہل سنت اور اخبار پیغام صلح کے بیانوں کی بنا پر میں نے اخبار اہلحدیث مورخہ ۳۰۔ اپریل ۱۹۲۶ء (۱۶۔ شوال ۱۳۴۴ھ) میں لکھا تھا کہ مخالفت کے دورِ جدید میں قادیانی تعلق ہے۔ مولوی داؤد صاحب غزنوی نے فیصلہ مکہ" کے ص ۳ پر میرے بیان کی تردید کی ہے اسلئے ایک پوسٹ کارڈ مرقومہ اسماعیل غزنوی ولد مولوی عبد الواحد صاحب غزنوی بنام قاضی ظہور الدین اکمل اڈیٹر اخبار "الفضل" قادیان درج ذیل ہے مولوی داؤد صاحب غزنوی اور دوسرے اتباع غزنوی لاہوری ملتانی اس کارڈ کو غور سے پڑھیں اور دادِ انصاف دیں کہ انکا سلسلہ کہاں ملتا ہے۔ اس کارڈ کا عکس درج ہے

جماعت غزنویہ محاربہ اور اُنکے وہ ناواقف ارکان جو میری مخالفت کرنیکو دینی کام ظاہر کرتے ہیں غور کریں اور مولوی عبد الواحد صاحب امام غزنویہ سے فتوے پوچھیں کہ مرزائیوں کیساتھ ان الفاظ میں خط وکتابت کرنا جائز ہے یعنی "والاکرم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" اگر وہ جائز کہیں تو اپنی طرف سے یہ مصرع بھی بڑھا دیں۔ آہ سہ

"ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی"

غزنویو! یہ ملاپ
تم کو مبارک

مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل
قادیان

امرتسر
15.2.27

اسماعیل غزنوی امرتسر
ISMAIL GHAZNAWI AMRITSAR

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والاکرم - وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

گرامی نامہ صادر ہوا۔ میں لاہور تھا۔
فتنۂ ثمانیہ" بھی چھپ کر طیار ہے
فیصلہ مکہ" کی جلدیں بہت کم رہ گئی ہیں
اب تو بہت زائد نہیں۔
آپ مستری صاحب یا کسی اور کو ہدایت کر دیں کہ
وہ خود آکر 25 فیصلہ مکہ اور پچاس
فتنۂ ثمانیہ" اگر گھر سے لیجاویں
میں ان کی عدیم الفرصتی کی وجہ قاصر ہوں
آپکا اسماعیل

[illegible]

کہ جناب حافظ صاحب مرحوم علم و عمل میں، زہد و تقوے میں کیا درجہ رکھتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہندوستان کی جماعت اہلحدیث جس عالم باعمل پر فخر کر سکتی ہے وہ مولانا حافظ عبداللہ غازیپوری رحمۃ اللہ علیہ تھے جناب حافظ صاحب مرحوم اور اُن کے عزیز مولوی عبدالمنان مرحوم اور ارشد شاگرد مولانا عبدالنور مدظلہ کی متفقہ تحریر درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً

" اما بعد ہم لوگوں نے رسالہ " الکلام المبین فی جواب الاربعین " مصنفہ مولوی ابوالوفاء ثناءاللہ صاحب امرتسری کو بغور پڑھا۔ رسالہ مذکورہ کے کل استدلالات روش اہل سنت پر پائے۔ ایک استدلال بھی اہل سنت بلکہ اہلحدیث کے اصول کے خلاف نہیں پایا اور نہ رسالہ مذکورہ میں کہیں ایک جگہ بھی مولوی صاحب ممدوح کا انکار ناسخ و منسوخ۔ تقدیر۔ معجزات۔ کرامات۔ صفات باری۔ دیدار الٰہی۔ میزان۔ عذاب قبر۔ عرش۔ لوح محفوظ۔ دابۃ الارض۔ طلوع شمس از مغرب وغیرہ عقائد اہل سنت سے پایا جاتا ہے۔ اسلئے ہم لوگ اس بات کے کہنے کی کہ " مولوی صاحب ممدوح اہل سنت کے گروہ باشکوہ سے خارج ہیں " کوئی وجہ نہیں پاتے۔ بلکہ جہانتک ہم لوگوں کو مولوی صاحب ممدوح کی نسبت انکی تقریرات و تحریرات کے ذریعہ سے علم ہے پورے اطمینان کے ساتھ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب ممدوح (قطع نظر اسکے کہ انکی کسی رائے میں غلطی ہی کیوں نہ ہوں) صرف اہل سنت ہی نہیں بلکہ زمرۂ علماء اہلحدیث سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انکی عمر میں برکت دے۔ اور تادیر انکو دنیا میں بخیر و خوبی قائم رکھے اور انکی تقریرات و تحریرات کی برکت سے دین حق اسلام کو نصرت کامل اور ادیان باطلہ کفریہ اور جملہ مذاہب ضالہ مبتدعہ کو ہزیمت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔ والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہ وافضل رسلہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

محمد عبداللہ مدرس اول مدرسہ احمدیہ آرہ۔ ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۳۲۴ھ

ابو یوسف محمد عبدالمنان۔ عبدالنور مدرس دوم مدرسہ احمدیہ آرہ۔ "

ناظرین! غزنویہ کے بعض افراد گو مجھ سے خفا ہیں مگر میں ان شہادتوں کو اپنے لئے خدا کے ہاں ذریعۂ نجات بلکہ ذریعہ قبولیت جانتا ہوں۔ الحمدللہ۔ ان تحریرات اور شہادات حقہ کے ہوتے ہوئے بھی جھگڑا رہ سکتا ہے؟ اسکا جواب باانصاف حضرات دے سکتے ہیں۔

نوٹ } یہ قلمی تحریرات اصلی موجود ہیں۔ ہم مقابلہ میں دکھا سکتے ہیں۔ (مؤلف)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○

قضیة هل ابو حسن لها

التمهید

ایها الناظرون الکرام۔ لایخفی انه قد وقع بینی وبین اخوانی الغزنویة الامرتسریة الهندیة اختلاف منذ مدة مدیدة حتی وصل اثره الی بلد الله الحرام وقد شاع تحریرات الفریقین کل واحد افتری واذی او دفع الافتراء والایذاء فما بقی الکلام مقصورًا علی نفس المسائل واشاعت الغزنویة الکتابین بعد الایاب من الحج الماضی کتبوا فیهما ما کتبوا من السب والشتم فحملتنی نفسی علی ان ارد علیهم بما یستحقونه واذکر الواقعات الغزنویة التی حدثت منهم بعد وفات مورثهم الاعلی

تمہید ضروری

ناظرین کرام! عرصہ سے حضرات غزنویہ امرتسر کا مجھ سے اختلاف چلا آتا ہے۔ جسکا اثر عرب تک بھی پہونچا۔ فریقین کی تحریریں شائع ہوئیں جن میں ہر فریق نے دوسرے کے حق میں ناجائز حملے کئے یا حملوں کا جواب یا دفع افترا کیا بہرحال نفس مسائل پر گفتگو محصور نہ رہی حال ہی میں غزنویہ کی طرف سے دو رسالے یکے بعد دیگرے نکلے جن میں جی کھول کر جو کہنا تھا مجھے کہا لیا۔ میری نفس نے بھی مجھے مجبور کیا کہ ان ان سب باتوں کا ترکی بترکی جواب دوں۔ اور غزنویہ کے مرحوم مغفور مورث اعلیٰ حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کے

برادران!

"فتوے مکہ" کے مفتیوں کا شمار کل پانچ ہے۔ جن میں سے نمبر اول شیخ عبداللہ بن بلیہد قاضی کی تحریر تو محض ایک مشورہ ہے فتوے کفر ہے نہ بدعت۔ باقی چار حضرات ہیں جنکی تحریرات کو فتوے کہا جا سکتا ہے۔ مگر آپ لوگ اُنکی شخصیت۔ علمیت وغیرہ سے بالکل ناواقف ہیں نیز اُن اثرات سے بے خبر ہیں جنکے ماتحت اُنہوں نے یہ فتوے کفر دیا۔ مدعایان فتوے نے اُس فتوے کی میرے سامنے تصدیق کرائی۔ برخلاف اسکے میرے جواب کے مفتی (۶۷) تو درج کتاب ہیں اور قلمی ابھی باقی ہیں، جن کے علم وفضل سے سارا ملک واقف ہے۔ جن سے ہر حصۂ ملک میں لوگ فتوے پوچھتے اور مستفید ہوتے ہیں۔ علاوہ اسکے نجدی مفتیوں نے اپنے دعوے پر نہ قرآن سے دلیل لکھی نہ حدیث سے نہ اقوال سلف سے۔ برخلاف اسکے اس جواب کے مفتیوں نے سب کچھ کیا۔ ان وجوہات کی بنا پر آپ لوگ آسانی سے فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حق کس جانب ہے۔

میں مصالحت کو تیار ہوں

اگرچہ میں ہمیشہ مصالحت کیلئے ہاتھ بڑھاتا رہا ہوں یہانتک کہ بلد اللہ الحرام (مکہ معظمہ) میں سب سے پہلے جب مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی مع فرزند کے میرے سامنے آئے تو میں نے السلام علیکم کہا مگر جواب نہ ملا۔ پھر بعد حج ۲۵ ذی الحجہ کو صبح کے وقت طواف اور نوافل کے بعد مقام ابراہیم پر میں نے سلام کے بعد مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی کا بغرض مصافحہ ہاتھ پکڑ لیا۔ مگر وہ چھڑا کر چلے گئے۔ بایں ہمہ میں اب بھی مصالحت کیلئے تیار ہوں جسکی دو صورتیں ہیں۔ (۱) اول بلا شرط اور بلا جدال آمنے سامنے ہو کر سلام اور مصافحہ کر لیں۔ اور آئندہ اخوت دینی کے بنانے کا فریقین معاہدہ کریں۔ (۲) اگر وہ ایسا نہ کریں تو ملک کے چیدہ تین اصحاب کو منصف مانکر فیصلہ کرالیں خواہ واقعات کے متعلق ہو یا کفر اور اسلام کے تعلق۔ اور اگر یہ بھی نہیں تو "بالخیر وتمابالسلامت"۔ اسکے بعد جبتک کوئی جدید امر پیدا نہ ہوگا میں خاموش رہونگا انشاءاللہ۔ کیونکہ میں اپنا فرض ادا کر چکا۔

اللھم اصلح ذات بیننا وانصرنا علےٰ عدوك وعدونا

راقم

خادم دین اللہ ابوالوفاء ثناء اللہ کفاہ اللہ مصنف تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن

شوال ۱۳۴۵ھ

ولما کانت مسئلة الاستواء التی وقعت بینی وبین الغزنویة تنازع فیها مذکورة فی مجلس جلالة الملك فی مکة المکرمة بدأت ذکرها من المجلس المبارك وعربت الکلام کی یفهم اصحاب المجلس المذکور و یستطیعوا ان یصدقوا او یکذبوا وکتبت علیٰ علی صحیحا وکفیٰ بالله شهیدا والله اعلم وعلمه اتم۔

مرکز البحث صار الاختلاف معطوفه قصیرا علیٰ تاویل مسئلة الاستواء وعلیٰ هذه المسئلة یغضبون علیّ فاری ان اظهر انی فی اختیار مسلك التاویل لست کافرا ولا مبتدعا کما زعموا وان المکفرین لیسوا مصیبین کما ظنوا اما السبب الاصلی لاشاعة تکفیری و تضلیلی من الغزنویة فلا اذکره الله اعلم بما فی صدور العالمین۔

چونکہ اُس مسئلہ استواء کو جو آج اُن میں اور مجھ میں متنازعہ ہو رہا ہے مکہ معظمہ میں مجلس سلطانی سے تعلق ہے اس لئے مجبوراً اُس کو وہیں سے شروع کرتا ہوں اور چونکہ واقعہ مکہ معظمہ کا ہے اس لئے عربی میں لکھتا ہوں تاکہ وہ لوگ خود ہی میرے بیان کی تصدیق یا تکذیب کر سکیں اس میں کسی دوسرے کو کیا دخل ؟

وکفیٰ باللہ شہیدا ۔

مرکزی بحث اب تو سارا اختلاف سکڑ کر مسئلہ تاویل استوا پر آ گیا ہے محض اسی مسئلہ کی وجہ سے جو مجھ پر اظہار ناراضگی کیا جاتا ہے میں دکھاتا ہوں کہ میں مسلک تاویل اختیار کرنے میں کہاں تک مجرم ہوں اور مجھکو اس میں کافر وغیرہ کہنے والے کہاں تک مصیب ہیں ہاں اس فتوائے بازی کا اصلی سبب بتانے کی ضرورت نہیں۔

اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعَالَمِیْنَ۔

اعنی حضرت المولوی عبد الله الغزنوی رحمة الله علیه لیکون الکتاب متضمنا لواقعات الطائفة الغزنویة ومعلما للناظرین سبب الاختلاف فیما بیننا کی یتقوی الناظرون علی اقامت الرای الصحیح فسودت الواقعات کما کانت ولما کان قلبی کارها لهذا الامر القی فی روعی من عند الله قوله علیه السلام:- "من ترك المراء وهو محق فله الجنة" الحدیث فانی وان کنت اظن نفسی مظلومة کما اثبتت هذا مرارا ترکت المسودة تاثرا من الحدیث وحفظا لناموس الجماعة الاسلامیة واهل الحدیث - فالغزنویة ان لم تترك السنة المسلوکة ولم تات علی تحقیق نفس المسائل الاختلافیة اصر مجبورا علی اشاعة المسودة المذکورة ادعو الله الایاتی بذالك الوقت فلذا اشیع نفس المسئلة ای حکم تاویل آیات الصفات مع تصدیق علماء اهل الحدیث

واقعات سب قلمبند کرکے پبلک میں لاؤں تاکہ ایک تاریخی کتاب بن جائے اور ناظرین کو اس اختلاف میں صحیح رائے قائم کرنے کا موقع مل سکے۔ چنانچہ میں نے یہ مسودہ لکھ بھی لیا۔ چونکہ میں دل سے اسکو ناپسند کرتا تھا اس لئے خدا کی طرف سے میرے دل میں حدیث القا ہوئی کہ جو کوئی حق پر ہوکر بھی جھگڑا چھوڑ دے اُس کے لئے جنت ہے پس میں گو اپنے آپ کو مظلوم جانتا ہوں جسکا ثبوت متعدد دفعہ دکھا چکا ہوں۔ تاہم اس حدیث کے ماتحت اور اسلامی اور جماعتی ناموس کی خاطر اُس مسودہ کو ملتوی رکھکر نفس مسئلہ کا جواب دیتا ہوں اور اگر خاندان غزنویہ اپنی روش بدلکر نفس مسائل کی تحقیق پر نہ آئے تو میں بھی شائد مجبور ہونگا کہ وہ مسودہ شائع کردوں۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ دن نہ آئے۔ اس لئے میں محض مسئلہ کی تحقیق مع تصدیق علماء کرام اہل حدیث شائع کرتا ہوں

قضیّۃ الاخوان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی○ رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ○ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ○

امّا بعد فیا اخوانی المسلمین انا صنفت بحول اللہ وقوتہ کتبا کثیراً فی تائید الاسلام وتردید الکفر والبدعۃ والطغیان وشیدت ارکان سنت النبی علیہ السّلام متوکلا علی اللہ الرحمٰن۔ منھا تفسیر القران بکلام الرحمٰن۔ التزمت فیہ ان فسرت القراٰن بالقراٰن کما ھو اصل مقرر عند اھل العلم والبیان بذلت فیہ وسعی واللہ یعفو عن زلتی ولما شاع قرظ علیہ العلماء وجرائد الاسلام بالتحسین التام

مُسلمان بھائیو!

خدا کی مدد سے میں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں جو اسلام کی تائید کفر اور بدعت کی تردید میں ہیں۔

میری تصنیفات میں سے ایک تفسیر القراٰن بکلام الرحمٰن۔ عربی ہے۔ جس میں میں نے التزام کے ساتھ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی ہے جیسا کہ یہ اصول اہل تفسیر کے ہاں مقرر ہے۔ میں نے اس میں اپنی طاقت پوری خرچ کی۔ اللہ میری لغزشوں کو معاف کرے۔ جب وہ تفسیر شائع ہوئی تو علما کرام اور جرائد اسلام نے اس پر بہت اچھی رائیں لکھیں جو درج ذیل ہیں۔

الجریدۃ المؤید المصریۃ

قال صاحب الجریدۃ - اھدانا حضرۃ العالم المحقق والکامل المدقق المکرم المولوی ابوالوفاء ثناء اللہ الامرتسری المخاطب بالمولوی فاضل نسخۃ من تفسیرہ المسمی بتفسیر القران بکلام الرحمٰن وقد سرحنا النظر فی ریاضہ واجلنا الفکر فی مرامیہ واغراضہ فاذا ھو تفسیر تلوح فی سماء المعانی کواکبہ فتنقشع عن بصیرۃ مطالعہ سحب الجھل وغیاھبہ ولما کان من المتفق علیہ بین اھل التفسیر وارباب ھذا الشان

احسن الصور فی الجواب

رایت ان استفتی العلماء الراسخین فما افتوا به کان احسن مما اکتب کی یعلم انی لست منفردا ولا مخطئا کما ظنوا وان علماء السنت معی لا کما حسبونی منفردا فاقول کما قال الشاعر ؎

یا عجبا للناس یستشرفونی
کأن لم یروا بعدی محبا ولا قبلی

ایها الاخوان! لاسیما اصحاب

الحدیث وارباب الذوق السلیم اقرءوا هذا الاستفتاء والجواب وقوموا بالرای والصواب هل فی مثل هذه المسئلة ینبغی التفریق بین المسلمین واشاعت الکفر علی المؤمنین هل هذا اخلاص بحب الاسلام واهله او جذبات نفسانیة من اهلها؟

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

احسن صورت — نفس مسئلے کی تحقیق اور جواب

میں نے خود لکھنے کی بجائے مناسب جانا کہ علماء اہل سنت بالخصوص اہل حدیث ہی سے استفتا کروں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ میں اس میں کہاں تک منفرد اور خطا پر ہوں اور کہاں تک جماعت علماء حدیث میرا ساتھ دیتی ہے۔ چنانچہ وہ استفتاء مع جواب درج رسالہ ہذا ہے:۔

برادران! خصوصاً اصحاب تحقیق اور ارباب

ذوق اس سوال و جواب کو غور سے پڑھیں اور صحیح رائے قائم کریں کہ اس قسم کے مسائل پر تفریق پیدا کرنا یا کفر کے فتوے لگانا، کہاں تک اسلامی ہمدردی ہے اور کہاں تک نفسانی جذبہ ہے ؎

میری دل کو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھکر

خادم دین اللہ
ابوالوفا ثناء اللہ من بلاد امرتسر ہند

المولی الفاضل الشیخ ثناء اللہ الامرت سری ان یجد فیہ دیبتکر فی تعاطیہ فتصدی فی خوضہ وفسر بعضہ عن بعضہ فیالہ من کتاب مبین وآیات مبینات ومثل من الذین خلوا من قبل وموعظۃ للمتقین۔ (المجلۃ البیان۔ عدد ۱۱ مجلد ۲)

"یہ ظاہر ہے کہ نور مبین اور حق مستبین یا سرمایہ حکمت وکرامت جو کچھ ہے وہ وہی کلام اللہ ہے جس کی دلیلیں وحی ناطق ہیں۔ اور جو سیدھا سادہ عربی زبان کا قرآن ہے۔ چونکہ مطالب قرآنی کا اظہار اور اس کے مخفیات کی تفسیر اُسی شخص کا کام ہے جو ہر قسم کے علوم وفنون میں سرآمد روزگار ہو۔ یہی سبب ہے کہ مفسرین کی بے حد کوشش پر بھی بہت سے فوائد ولطائف اُس کے اب بھی مخفی ہیں۔ سلف صالح رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ قرآن پاک کی تفسیر احادیث نبوی وآثار صحابہ وغیرہ سے کرتے تھے۔ بعضوں نے عقلی دلائل اور فلسفی طرز پر بھی تفسیر لکھی ہے۔ مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ تفسیر کا بہترین طریق یہ ہے کہ کلام اللہ کی تفسیر کلام اللہ سے کی جائے۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ کتاب متشابہ دودوبارکی ہے۔ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اُن کے رونگٹے اس سے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ بالفعل جناب مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرت سری نے خدا کی توفیق سے کوشش کرکے یہ مختصر تفسیر تحریر فرمائی ہے جس میں آیات قرآنی کی تفسیر قرآن ہی کی آیتوں سے کی ہے۔ کتاب نہائیت روشن سواد اور ظاہر البیان ہے اور پرہیزگاروں کے لئے وعظ ونصیحت ہے"

حضرت الشیخ حسین الیمانی شیخ الحدیث فی بھوفال رحمہ اللہ:-

اما بعد فقد لاحظتُ ھذا التفسیر العظیم الشان وطالعتُ ما فیہ بل امعنتُ النظر الی مظاھرہٖ وخافیہ فرأیتہ تفسیرا یسر الخاطر مع قلت الفاظہ وغزارۃ معانیہ ویشتاق الیہ کل طالب لما ثبت بالعقل والسمع خالصا من الحشو والزوائد من ذاق طعم معانیہ فھو السعید ومن لم یذق لم یعرف القریب من البعید کیف لا وھو تفسیر الفہ من امتزجت العلوم بروحہ امتزاج الماء بالراح ورسخت الفھوم فی صدرہٖ مع عظیم الانشراح المولوی المکرم ابوالوفاء ثناء اللہ الامرتسری المخاطب

لخطیر ان احسن التفاسیر تفسیر کلام الله بکلام الله فقد التزم هذا المحقق ان یاتی عقب کل جملة من الکتاب العزیز بما یوضح معناها من نفس کلام الله وغیر خفی ان محاولة ذلك والسلوك فی جادة هذه المسالك لا یتسنی الا لمن بحر قوة الاستنباط والاستحضار ورزق متانة العارضة والاستبصار وجدیر بتفسیر کهذا ان تشد الی تحصیله الرحال ویسعی الی اقتنائه المحتذون من فحول الرجال نفع الله تعالی مؤلفه بقصده وکسا تفسیره حلة القبول واٰتاه رحمة من عنده (اٰمین) ۱۰ جمادی الثانیة سنة ۱۳۲۱ھ

"یہ تفسیر جو فاضل محقق مولوی ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری نے لکھی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اس قسم کی تفسیر کا لکھنا بغیر اعلیٰ درجہ کی قوت استنباط اور استحضار کے نہیں ہو سکتا۔ پس لائق ہے کہ ایسی تفسیر کے حاصل کرنے کی طرف سفر کیا جائے اور بڑے بڑے لوگ اس کے حاصل کرنے میں سعی فرمائیں۔ خدا مصنف کو اس کا نیک بدلہ دے۔ اور اس کی اس تفسیر کو قبول فرمائے"

قال صاحب الجریدة البیان۔ الهندی فی بلدة لکنو:۔

لا یخفی ان کتاب الله هو النور المبین والحق المستبین والزبر الکریم والوحی الناطق ببینات وحجج قراٰن عربی غیر ذی عوج ولما کان انکشف عن مستودعاته والفسر عن مکنوناته لا یمکن الا لمن برع فی التنقیر عن المعالم والمعارف والتفسیر فی لتاله والطارف تری من منفوعه ما هو مصدور مع عزارة مواده وعن ینبوعه ما هو مستور مع تزاحم وراده وکثرة ارتیاده وقد کان السلف رضوان الله علیهم یفسرونه باٰثار ماثورة واخبار مذکورة عن النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه ومنهم من فسره بدلائل عقلیة وبراهین حکمیة مع اتفاقهم علی ان احسن الطرق فی التفسیر ان یفسر کلام الله بکلام الله لقوله تعالی کتابا متشابها مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم فالهم الله عبده النشیط السفیط السری الکامل

مصنف کو جزائے خیر دے۔

(۳) حضرت مولانا خلیل احمد شیخ الحدیث سہارنفوری زاد مجدہٗ

وبعد فان المسالك التی سلکها المفسرون فی تفسیر القرآن شتّی وابتدعها الفاضل المولوی ثناء الله من تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن حری بان یسمی ویمدح ویثنی فانها طریقة عدیمة السالك بعیدة عن العوامل والسوالك فلله درّه فقد اوجز وابلغ واتم واسبغ نسئل ربنا ان یزودنا وایاه التقوی۔

تفسیر کے بارہ میں مفسرین کے طریق مختلف ہیں۔ لیکن جس طریق پر مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب امرتسری نے تفسیر لکھی ہے۔ لائق ہے کہ اُس کی تعریف و توصیف کی جائے کیونکہ یہ ایک بے نظیر طریق ہے۔ خدا اس کو جزاء خیر دے۔

(۴) حضرت مولانا شمس العلماء محمد شبلی نعمانی رحمہ اللہ

انی وقفت علی تفسیر القرآن للفاضل المولوی ثناء الله واعترف انه نافع للمحصلین ومن مزایاه انه یفسّر القرآن بالقرآن وهذه مزیة لا توجد فیما علمت فی غیره فالله یجازیه خیراً

مَیں نے مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب کی تفسیر کو دیکھا۔ مَیں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ اہل علم کو نافع ہے۔ اُس کی مزید خوبیوں سے یہ بات ہے کہ وہ قرآن شریف کی تفسیر قرآن ہی سے کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی خوبی ہے کہ جہاں تک میرا علم ہے مَیں نے اس کے سوا اَور کسی تفسیر میں نہیں پائی۔ خدا مصنف کو نیک بدلہ دے۔

(۵) حضرۃ الاستاد مولانا الحافظ عبداللہ الغازیفوری شیخ الحدیث والتفسیر نوّر اللہ برھانہ

(۶) حضرت مولانا المکرم الشیخ عبدالعزیز الرحیم آبادی رحمہ اللہ

اما بعد فانّ العلماء المفسّرین قد صنفوا فی تفسیر القرآن المجید کتبا کثیرة واسفارا عدیدة شهیرة وکل منهم قد اختار فی تفسیره من الطرق ما هو احب الیه واحسن لدیه وان امثل الطرق واحسنها ان یفسر القرآن الکریم بالقرآن الکریم

بالمولوی فاضل لا برح کشافا عن معالم التنزیل ومبینا لاسرار الایات - ومن شک فی ھذا التقریر فلیرفع الشک بالیقین فسیظھر لہ الحق المبین والحمد للہ رب العلمین ۰

میں نے اس عظیم الشان تفسیر کو دیکھا اور خوب گہری نظر سے مطالعہ کیا تو ایسا پایا کہ دل کو خوش کرتی ہے - الفاظ اس کے تھوڑے ہیں اور معانی اس کے بڑے ہیں - ہر ایک طالب علم اس کا اشتیاق رکھتا ہے - کیونکہ عقل اور نقل سے ثابت ہے زوائد اور فضول باتوں سے پاک - جو اسکا مزہ چکھیگا وہی خوش قسمت ہے - اور جو اس کو نہ دیکھیگا اُس کو دور و نزدیک کی فرق بھی تمیز نہ ہوگی بھلا تفسیر ایسی کیوں نہ ہو - جبکہ اُس کا مصنف ایسا ہے جس کی رُوح میں علوم ایسے مل رہے ہیں جیسے شراب میں پانی مل جاتا ہے - اور اُس کے سینے میں فہم معانی شرح صدر کے ساتھ رچ رہے ہیں - یعنی واجب التکریم مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری جو مولوی فاضل کے خطاب سے ملقب ہیں - خدا کرے وہ ہمیشہ قرآن کے اسرار کو کھولتے رہیں اور بیان کرتے رہیں جس کو اس تقریر میں شک ہو وہ اپنے شک کو یقین سے بدل لے تو حق واضح اُس پر کھل جائیگا -

حضرۃ الاستاد مولانا محمود الحسن الدیوبندی شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ

امّا بعد فان طرق التفسیر مختلفۃ من احسنھا ما سلکہ العالم الفاضل المتبع للسنۃ والھدی المولوی ابوالوفاء ثناء اللہ الامرتسری ان یفسر القران بکلام الرحمٰن کانہ تفسیر فی الحقیقۃ لھذہ الایۃ الکریمۃ اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ وامثالھا - فللہ درہ فیما افاد واجاد نعم التفسیر وحسن التحریر جزی اللہ مصنفہ عن اھل الاسلام

تفسیر کے طریقے مختلف ہیں - جو مولوی فاضل ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب متبع سنت اور پیرو ہدایت نے اختیار کیا ہے - تفسیر کے اچھے طریقوں سے ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے - اصل میں وہ اس آیت کی تفسیر ہے جو خدا فرماتا ہے کہ قرآن کتاب متشابہ ہے کیا ہی عمدہ تفسیر ہے اور کیا ہی اچھی تحریر ہے خدا اس کو قبول کرے اور اس کے

رضع من رضع الافاضۃ من الفیاض وغدی من در الاصابۃ فی الکتابۃ والخطابۃ والدرایۃ والھدایۃ و سائر الاغراض ان اعتزل فمن السادۃ وان تربع فی الجلوس تنی لہ الوسادۃ بالجملۃ فالکتاب صاحبہ خطائہ اقل من صوابہ - وصوابہ اصل ما یرجی لحسن ثوابہ ولیس لطالب الحق ان یکون من الممترین فانہ اذا نزل بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین ؛

(خاکسار مصنف کی تعریف کے بعد جس کا میں مستحق نہیں فرماتے ہیں کہ) مصنف نے جو کچھ لکھا ہے - نہایت عمدہ لکھا ہے اس سخت میدان میں جس میں بہت کم لوگ چلتے ہیں - ہاں یہ بات بھی ہے کہ انسان سہو و نسیان سے خالی نہیں - سب سے پہلے آدمی (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) سب سے پہلے بھولے تھے - کون ہے جس نے کبھی برائی نہ کی ہو - اور کون ہے جس کی نیکیاں ہی نیکیاں ہوں - مصنف انصاف کے طریق پر چلا ہے - کیونکہ مبدء فیض سے مستفیض ہے مختصر یہ کہ اس تفسیر کی صحت غلطی پر غالب ہے - پس طالب حق کو چاہئے کہ اس میں شک نہ کرے - کیونکہ جس قوم کو شک و نزاع ہوتے ہیں اُس کی بری گت ہوتی ہے -

جناب مولانا السید عبدالسلام ابن الابن شیخ الحدیث مولانا السید محمد نذیر حسین نور اللہ مرقدھما

ما فی تفسیر القرآن بکلام الرحمن حق حقیق بالقبول وقد صنف ھذا التفسیر الجلیل الشان العظیم المکان من ھو معروف فی البلدان المبتغی لرضاء اللہ ابو الوفاء ثناء اللہ الامرتسری -

جو کچھ تفسیر القرآن میں ہے سچ اور قابل قبول ہے کیونکہ اس جلیل الشان عظیم المکان تفسیر کو مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے تصنیف کیا ہے جو تمام ملک میں مشہور اور اللہ کی رضاء کے طالب ہیں -

(۹) ایضاً مولانا السید ابو الحسن اخوہ مد ظلہ

ھذا التفسیر قد شرح کلمات القرآن وکشف الغطاء عن کلام الرحمن

كما قيل ؎ تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں

هذا الطريق الامثل والاحسن قد اختاره المفسر العلام المولوي الفاضل مولانا ثناء الله الامرتسري سلمه الله تعالى وسمى تفسيره تفسير القرآن بكلام الرحمن ولقد اصاب فيما اراد جعل الله أخراه خيرا من اولاه -

علماء مفسرین نے قرآن مجید کی تفسیر میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اور دفتروں کے دفتر لکھے ہیں۔ ہر ایک نے الگ الگ طریق اختیار کئے ہیں۔ جو اُس کو اچھا معلوم ہوا مگر سب سے اچھا اور عمدہ طریق یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے کی جائے جیسا کہ کسی دانا نے کہا ہے کہ "تصنیف کو مصنف ہی اچھی طرح بیان کیا کرتا ہے" یہی احسن اور عمدہ طریق علامہ فاضل مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اختیار کیا ہے اور اپنی تفسیر کا نام تفسیر القرآن بکلام الرحمن رکھا ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا اچھا کیا۔ خدا تعالیٰ ان کی آخرت دنیا سے اچھی کرے۔ آمین۔

(۸) حضرة مولانا الشيخ محمد غضنفر المولوي الفاضل اللودياني الهندي رحمه الله

اما بعد فان احسانا الاذكى [illegible] لينا الفاضل ثناء الله ابا الوفاء طبع كتابا سماه تفسير القرآن بكلام الرحمن وهو تحقيق جليل [illegible] نبيل [illegible] العلماء [illegible] ابدع فيما اوسع واجمع واغرب فيما اعرب واجاد فيما افاد واطاب فيما اراد اذا نطق النسق او عبر حبرا وكتب العجب [illegible] جرى في هذا المضمار الصعب الذي يجاريه من لا يجاري [illegible] المجمع الورع القليل السالك وما ادراك ما ذلك - ذلك اصعب المسالك - ذهب وجاء اعجب ذهاب وجيء - فاتقن واحسن ولم يخل من حسن شيء على ان الانسان محل السهو والنسيان واول الناس اول ناس من ذا الذي ما ساء قط ومن له الحسنى فقط

كفى المرء نبلا ان تعد معائبه

في زمن تشاد الادب احدى رسومها

سلك فيه طريق الانصاف من غير اعتساف طبعا ووضعا فالطبع غير التطبيع - فانه

والاصول ما لك ازمة البراعة والفضائل الفاصل بين الحق والباطل فاذا هو
اجل تصنيف قد افرغ فى احسن ترتيب فاق به وعلا على كل تفسير وتاليف لانه
حوى من النكات السنية ومن الفوائد القريبية مع ايجاز المبانى وجزالة المعانى
جزاه الله عنا وعن جميع المسلمين +

میں نے تفسیر کریم یعنی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کو دیکھا جس کو صاحب ذہن سلیم اور فہم مستقیم نے جو سیاہ رات میں بھی چمک رہا ہے یعنی مولوی فاضل ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری جامع المعقول والمنقول نے تصنیف فرمایا ہے۔ وہ ہر تفسیر پر فوق رکھتی ہے کیونکہ اس میں بڑے بڑے عمدہ نکات اور روشن فوائد ہیں۔ باوجودیکہ الفاظ اس کے مختصر ہیں مگر معنے اس کے بڑے ہیں۔

(۱۲) جناب المولوی الحافظ عبد السلام الملتانی الهندی۔

وبعد فتفسير القرآن ما تفسير القرآن وما ادراك ما تفسير القرآن تفسير
كتاب عالم الخفيات باياته البينات الواضحات يبين مطالبه اجمل التبيين
ويوضح معانيه اكمل الايضاح ويمرن لها اكمل التمرين۔ الفاظه
انتهت اليها الرشاقة والملاحة وعباراته تكاد تبيض لها ايديهم اهل الفصاحة
اذا اعمقت التامل فيما جمعه من الدرر ايقنت بان محرره جادبما لم يخطر على
قلب بشر كتاب مبارك لم يسمح الدهر له بمثيل ولم يستطع مدع ان ياتى له
بقبيل۔ ولو نظر فيه صاحب الكشاف الزمخشرى لهداه الصراط السوى واعتزل
عن اعتزاله ولازم احسن احواله كيف لا ومحرره هو العالم العلامة الفاضل الفهامة
افضل المتبحرين اكمل المحررين صاحب الفضائل المأثورة والكمالات الفائحة المشهورة
الذى يستمد من بحار علومه كل سرى محبنا المولوى ثناء الله الامرتسرى ادام الله
فيضه وافاض على العالمين برّه فيا ايها الناظرون حق عليكم ان تقتنوه وكيفما
امكنكم فاشتروه وان لم تجدوا ما تشترونه من النقود فابذلوا فيه ارواحكم
والمهج استرضاء للرب الودود۔ واخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين +

والمرجوان یعطی حظاً غزیراً من الغفران والرضوان -

اس تفسیر کے مصنف نے قرآن شریف کے کلمات کی خوب شرح کی ہے اور کلام الرحمن سے پردہ ہٹا دیا ہے - امید ہے کہ مصنف کو بڑا اجر ملیگا -

(۱۰) جناب مولانا الحافظ عبد الهادی شیخ الحدیث الهندی راولپنڈی

الحمد للہ الذی من علینا الامتنان بتفسیر القرآن بکلام الرحمن وھو کتاب دقیق کانہ بحر عمیق للغواصین فیه لآلی مکنونة والطالبین قناطیر محزونة وللعلماء فوائد لطیفة ومقاصد لطیفة وللفضلاء عجائب محبوبة وغرائب مرغوبة وللاذکیاء دقائق جلیلة وحقائق جزیلة وللاصفیاء اسرار کریمة وانوار عظیمة مع ان لغاته یسیرة ونکاته کثیرة فما اطلع علیه فهم الفقیر وعلمه وجده کما یدل علیه اسمه قبله اللہ تعالیٰ برحمته وکرمه ٭

خدا کا شکر ہے جس نے ہم پر تفسیر القرآن بکلام الرحمن کی وجہ سے بڑا احسان کیا - وہ تفسیر کیا ہے گویا کہ گہرا دریا ہے غوطہ لگانے والوں کے لئے - اُس میں چھپے ہوئے موتی ہیں - اور طالبعلموں کے لئے مخفی خزانے ہیں اور علماء کے لئے بڑے بڑے باریک فائدے اور عمدہ مقاصد ہیں - اور فاضلوں کے لئے پسندیدہ عجائبات اور مرغوبات ہیں اور ذہینوں کے لئے بڑے باریک دقائق اور حقائق ہیں - اور برگزیدوں کے لئے اسرار کریمہ اور انوار عظیمہ ہیں - حالانکہ لفظ اُس کے تھوڑے ہیں اور نکات اُس کے زیادہ ہیں - خاکسار کا فہم اُس پر مطلع ہوا تو اُس کو ایسا ہی پایا - جیسا اُسکا نام ہے ٭

(۱۱) جناب مولانا الحافظ محمد الدین المدرس فی قریة اوساڑکوٹیان ضلع بستی - الهند رحمه اللہ

وبعد فقد طالعت ھذا التفسیر الکریم والدر النظیم المبین لمعانی القرآن العظیم بالقرآن الکریم الکاشف لرموزه واسراره ودقائقه واشاراته وانواره الذی الفه صاحب الذهن السلیم والفهم المستقیم الذی یضیئ فی اللیل البهیم المولوی الفاضل ابوالوفاء ثناء اللہ مجمع بحری المنقول والمعقول منبع نهری الفروع

بمجمع محاسنه دیوان او کتاب اتی فیه بمعانی عجیبة ونکات اخذة بمجامع اللب غریبة غیر انه فی بعض المقامات لم یسلك سبیل السلف المتقین - بل ذهب مذهب الخلف المأولین واظنه الجأه الیٰ ذلك ما ذاع فیما بین العوام من اعتراضات الملاحدة الذین هم اضل من الانعام -

میں نے تفسیر القرآن مصنفہ جامع العلوم والفضائل یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب (خدا اُن کی عمر دراز کرے اور اُن کی ہمت میں برکت دے) اور ناسمجھوں کی شر سے انکو محفوظ رکھے۔ دیکھی ہے۔ پس میں نے اُسکو ایک با برکت دفتر پایا۔ جو چمکتے موتیوں پر شتمل ہے جس کے مطالب عقلمندوں کی عقل کو چمکاتے ہیں۔ اُس کی تعریف کسی کے بیان میں نہیں آسکتی نہ اُس کی خوبیوں کو کوئی کتاب گھیر سکتی ہے۔ مصنف نے اُس میں عجیب غریب معانی اور نکات بیان کئے ہیں۔ البتہ بعض مقام میں متاخرین کی روش اختیار کی ہے۔ جو تاویل کو پسند کرتے ہیں جس کی وجہ میرے خیال میں یہ آتی ہے کہ عوام میں جو اعتراضات مشہور ہیں اُن کی وجہ سے مصنف مجبور ہوا۔

(۱۵) جناب المولوی عبد الکریم الملتانی

اما بعد فان العقیر المحتاج الیٰ ربه قد کان سمع ان الشیخ الثنائی رحمه اللّٰه قد فسر القرآن بان تجرید عن کلامه فی تفسیره بل فسره به فتشوقت لا نظره فجهدت لا نظر جده فوجدته عند اخی الملا عبد السلام استعرته منه فطالعته فیها فوجدته کما سمعت من تفسیر الایة بالایة الا فی مواضع قلیلة مشتملا علےٰ معانی لم یبینها احد مثله علیٰ طریقة قیمة جازاه اللّٰه احسن الجزا کما احسن تفسیر القران ٥

میں نے سُنا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک تفسیر ایسی بنائی ہے کہ اُس میں اپنے کلام کو درج نہیں کیا۔ بلکہ قرآن ہی سے تفسیر کی ہے۔ تو میں بڑا شائق ہوا کہ اُسے دیکھوں۔ پس میں نے بعد تلاش مولوی عبد السلام ملتانی کے پاس پائی تو اُس سے مستعار لے کر مطالعہ کی۔ تو جیسے میں نے سُنا تھا ویسی ہی پائی بجز چند

سلہ مولانا صدر قت جزاك اللہ (مصنف)

تفسیر القرآن میں تجھے بتلاؤں کہ وہ کیا ہے - اگر تو اس میں نظر کرے تو جانے کہ اس کے مصنف نے ایسے مضامین لکھے ہیں کہ کسی بشر کے دل پر نہیں گزرنے - وہ ایسی کتاب ہے کہ آجتک زمانے میں اُس جیسی نہیں بنی - کیوں نہ ہو - جبکہ اُس کا مصنف علامہ فہامہ صاحب الفضائل والکمالات ہے - جس کے دریائے علوم سے لوگ فائدہ حاصل کرتے ہیں - پس لوگو! اگر تم اس کی خریداری کے لئے روپیہ نہ پاؤ تو اپنی جانوں کو اُس کے لئے خرچ کر دو۔

(۱۳) جناب المولوی محمد حسین خلف مولانا الحافظ محمد مفسر القرآن لکھوکے فیروزپور - پنجاب -

اما بعد فتفسير القرآن بآيات الرحمٰن للعالم الهمام الفاضل الفهام جامع المعقول والمنقول المولوی ابی الوفاء ثناء الله قد نظرت مقاماته المختلفة وصفحاته المنتشرة فوجدته كاسمه تفسير الآيت بالآيت لا يدخل فيه لرائ الانسان المركب من الخطاء والنسيان وهذا طرز عجيب ونهج غريب جزاه الله خير الجزاء عنا وعن جميع المؤمنين واعاذه من شرور الحاسدين ؛

تفسیر القرآن جس کو مولانا فاضل ثناء اللہ صاحب امرتسری نے تصنیف فرمایا ہے - میں نے اُسکو مختلف مقامات سے دیکھا - تو اُسکو اُس کے نام سے موافق پایا - اُس میں کسی انسان کی رائے کو دخل نہیں جو خطا اور نسیان سے مرکب ہے - یہ عجیب غریب طرز کی تفسیر ہے - خدا مصنف کو جزائے خیر دے - اور حاسدوں کے شر سے اسکو پناہ میں رکھے - آمین

(۱۴) جناب المولوی عبد التواب الملتانی الهندی سلمه

وبعد فقد طالعت تفسير القرآن بآيت الرحمٰن لمرتضع لبان العلوم جامع الفضائل حاوی العلوم المولوی ثناء الله الامرتسری فسح الله فی مدته وبارك له فی همته ووقاه شر كل غوی فوجدته سفرا مباركا مشتملا على غرر درر العباب تبهر دقة مطالبه عقول اولى الالباب لا يحوى وصفه خطاب ولا

کیف لا وقد الفه الحبر العلامة والبحر الفهامة من فضله وشرفه اجل من ان یذکر واعظم من ان یبسط وکیف یثنیٰ علیه وهو الثناء وانّیٰ یوفی له المدیح وهو ابو الوفاء ؎

جواد مادح ندب کریم | تقی فاضل مولی همام
محاسن لا یحیط بها النظام | ومجد لا ینام ولا یرام
وفضل لو قسمت البعض منه | علی جهل الخلائق لاستقاموا
وعز شامخ الاطواد تهوی | بجانبه الکواکب والغمام

ذالک عز الاسلام والدین۔ المترقی من حضیض التقلید الی اوج الیقین ۔ صاحبنا العلامة المولوی ثناء الله رقاه الله تعالیٰ ارفع معارج الکمال وبلغه جمیع الامانی والآمال ۔

یہ تفسیر جس کو ہمارے دوست علامہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے تصنیف کیا ہے۔ ایک عجیب طرز کی تفسیر ہے۔ اس کی تعریف وثنا وکیونکر ہوسکے جبکہ اسکا مصنف خود ثناء ہے مصنف کی مدح میں وفا کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ وہ خود ابوالوفاء ہے۔

(۱۸) حضرت الفاضل المولوی غلام محمد هوشیار پوری رحمه الله

امّا بعد فقد القی الیّ کتاب کریم وما ادراک ما الکتاب هو کتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه اعنی تفسیر القران بکلام الرحمن فطالعته علی سبیل الاستعجال عند الارتحال واستفدت به علی نمط الاجمال ...... فوجدته وجیزا مقرونا بالحق والصواب وملقی بالقبول لدی اولی الالباب ۔ ومضامینه کاسمه سهلیة الجمال لحل عقد الاعضال ومکاتیبه کرسمه رشیقة المرام وانیقة النظام مامن معقود بدیع الا روعی فیه وما من بیان لطیف الا اودع فیه ۔ کیف لا قد رتبه وهذبه حاوی الفروع والاصول جامع المنقول و

مواقع کے تمام تفسیر میں ایسے عمدہ معانی بیان کئے ہیں کہ کسی نے ایسے عمدہ بیان نہیں کئے۔ خدا مصنف کو جزائے خیر دے۔

(۱۶) حضرت الفاضل مولانا محمد سعید شیخ الحدیث البنارسی رحمہ اللہ

لاشك ان تفسير القرآن بكلام الرحمن مختصر معنى قد فسر القرآن بالقرآن بذل المصنف وسعه تقبل الله منه سعيه -

واقعی تفسیر مختصر مطلب خیز ہے۔ قرآن سے قرآن کی تفسیر کی گئی ہے۔ آپ نے بڑی جانفشانی کی ہے۔ اللہ آپ کی محنت کو مشکور کرے۔ آمین۔

(۱۷) جناب المولوی السید علی الحائری اللاهوری الهندی

فبعد انا الحقير القاصر والعبد العاثر قد وقفت بمطالعة بعض المقامات من تفسير القرآن بكلام الرحمن فوجدتها بترتيب مطلوب وتهذيب مرغوب واسلوب عجيب ونظم غريب كاشفا للعجائب جامعا للغرائب خاليا عن المعائب فلعمرى نعم التفسير ونعم المفسر وذلك فكرة الصائب وجاحدة الخائب بعون الله الواهب فعليه التكلان فى كل آن وهو المعين فى كل حين ٥

میں نے تفسیر القرآن بکلام الرحمن کا مطالعہ کیا۔ تو اُس کو نہائت عمدہ ترتیب میں پایا۔ جو عجائبات کو کھولنے والی ہے۔ اور بڑے بڑے عمدہ نکات کی جامع ہے۔ اور عیوب سے خالی ہے۔ واللہ نہائت ہی عمدہ تفسیر ہے اور بہت ہی اچھا مفسّر ہے۔ فکر اُس کی رسا ہے۔ اور منکر اُس کا خائب خاسر ہے (آمین)

(۱۸) حضرة الشاه محمد سليمان الفلواروى مدظله

اما بعد فهذا التفسير بنهج عجيب واسلوب غريب تفسير القرآن بالقرآن فسبحان من هو كل يوم فى شان وكلما سرحت بريد نظرى فى رياضها و رويت فكرى من حياضها زادبه لوعى وهيامى واشتد اليها ولهى واوامى

سلطان دارها وافیة بالاغراض وکل اٰیة من الفرقان برهان جارها شافیة للامراض - فللّٰه الحمد رب السمٰوٰت و رب الارض رب العٰلمین وله الکبریاء فی السمٰوٰت والارض وهو العزیز الحکیم ۔ وصلی اللّٰه علی حبیبه سید المرسلین حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم ۃ

مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب کی تفسیر میں نے دیکھی سبحان اللہ کیا ہی قرآن شریف کے مخفی معجزات ظاہر کئے ہیں۔ بڑے مضبوط دلائل کا حل کرنا خدا نے اس (مولوی ثناء اللہ) پر آسان کر دیا ہے ۔ جب تم اس کو دیکھو گے تو قرآن کے ہر کلمہ کو ثابت کرنے کے لئے اس کو وسیلہ پاؤ گے اور بیماریوں کی دوا +

(۲۰) حضرت مولانا عبد الجبار عمر پوری شیخ الحدیث مرحوم

امّا بعد فان علم التفسیر فن خطیر وامر کبیر کیف وانه اٰمر العلوم والسبب الاقصی فی المنطوق والمفهوم وان السلف الصالح قد بنوا فیه الربوع الشامخات والمناظر الا انه کم ترك الاول للاٰخر الا تری ان التفاسیر الوف علی وجه الغبراء ولیس فی الاول ما فی الاٰخر من اشیاء ولکن تفسیر القراٰن بالقراٰن وتوضیح اٰیاته باٰیاته البیضاء والتبیان لم ترعین ولا سمعت اذن الی الاٰن فانشاه والفه الحبر الالمعی والنحریر اللوذعی کمثل الجاحظ والاصمعی الذی باهت علی هامته تیجان البراعة والفخامة وافتخرت فوق مفرقه قلانس الفطانة والکرامة المذکور ذکرا جمیلا فی الالسنة والافواه مولٰنا ثناء اللّٰه لا زال مظفرا ومنصورا وما برح مبشرا ومسرورا فنجا بحمد اللّٰه مصداق المصرع الفارسی تصنیف را مصنف نیکو کند بیان فللّٰه در المؤلف اللبیب الذی کان فی اٰجام العلوم کالضرغام المهیب حیث لم یذکر مطلبا الا ساطعا ولا دلیلا الا تالها وما اجتنی ثمرا الا یانعا قد اصبح الطبع الیه جانفا من راٰه فقد صارها دفا لانه کان غاضفا ولما

المعقول رأس الاذکیا فخر الاحباء محبنا الفاضل المولوی محمد ثناء اللہ فللہ درہ وعلی اللہ اجرہ ولعمری ان المفسر اللبیب قد جهد غایۃ الجهد وسعی نهایۃ السعی فهذہ تذکرۃ منہ للطالبین المسترشدین وموعظۃ للمتقین المهتدین مع ایجازہ کافیۃ المتمسکین بعروۃ الوثقی ووافیۃ للمتشبثین بغایۃ القصوی ایها الطالبون الصادقون هلموا الی مقاصدکم واشکروا الی النجاح مراصدکم۔ ثم اقول قد بلغ فیہ من التحقیق ما لا یقال معہ لیت ولعل ومن التدقیق ما لا یستفهم عنہ بلم او وهل۔ اٰخر کلامنا وختم مرامنا الحمد للہ رب العلمین ۵

میرے پاس تفسیر القرآن پہونچی۔ میں نے اُس کو مطالعہ کیا۔ سبحان اللہ! اس کے مضامین کیا ہی عقلمندوں کی قبولیت کے لائق ہیں۔ اس میں نہایت لطیف بیان موجود ہیں۔ کیوں نہو۔ اسکا مصنف جامع معقول ومنقول رئیس الاذکیا ہے۔ واللہ مصنف موصوف نے اُس میں بڑی کوشش کی ہے۔ پس یہ تفسیر متقیوں کے لئے کافی نصیحت اور ہدایت ہے۔ اے علم کے سچے طالبو! اس تفسیر کی طرف آؤ۔ اور اس نعمت پر خدا کا شکر بجا لاؤ۔

(۱۹) حضرۃ الشیخ پیر مهر علی شاہ گولڑہ

اما بعد فانی طالعت تفسیر القرآن بکلام الرحمن لحبی فی اللہ المولوی الفاضل ثناء اللہ فللہ درہ اذ وفقہ لابراز خیرات حسان من تفسیرات نظم القرآن کاشفا عن خدورهن بحیث یری بمرایا جمالهن وجوہ الاعجاز من بعد ما کان یحسب من نوع الالغاز ویسر علیہ تقریر الادلۃ المحکمۃ وحل الشبہ المدلهمۃ بالامعان فی سوق العبارات من غیر تکلف التاویل ولا تطویل اضمار المقدمات اذ رأیت فیہ حسبتہ حدا وسط لاثبات ان کل کلمۃ من القرآن۔

النبی العظیم الشان الذی ختم به النبوۃ ومحی علی یدہ ظلم الشرك والطغیان وانزل علیه الفرقان هدی للناس وبینات من الهدی والفرقان - ثم من بعمیم لطفه وعظیم الاحسان ان جعل بعضه لبعض الدلیل والبیان والتفسیر والتبیان - فان کنت ترید ذلك فافزع الی تفسیر القرآن بکلام الرحمن الذی الفه بالغ الاقران السابق فی المیدان الناصر لخیر الادیان المدافع لمکائد اهل البدع و الطغیان اٰیة من اٰیات الله العلامة ابو الوفاء ثناء الله استوهب الله له عمرا مدیدا وعیشا فی اشاعة الحق رغیدا فانه تفسیر عجیب وکتاب غریب نادر فی بابه لم یُر له ثان یضطر مطالعه الی قول ان القرآن کتاب متشابه مثان وانی قد طالعته حین اهداه الیّ مؤلفه العلام من مواضع مختلفة فوجدته کما قلت وهو احری ان یکتب بالعسجد علی الواح زبرجد وان یزین به صفحات الصدور فانه نور علی نور والحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات ٭

خدا نے قرآن مجید ایسی کتاب اُتاری ہے جو اپنی آپ تفسیر کرتی ہے - اگر تم کو اس بات کی تصدیق منظور ہو تو تفسیر القرآن بکلام الرحمن کو دیکھو جو مولانا ابو الوفاء علامہ ثناء اللہ صاحب نے تصنیف فرمائی ہے (خدا اُن کی عمر دراز کرے) کیونکہ وہ تفسیر عجیب ہے - ایسی بے مثل ہے کہ تفسیروں میں اُس جیسی کوئی دیکھی نہیں گئی ٭

حضرۃ الفاضل مولانا ابو محمد عبد الحق مصنف تفسیر حقانی الدهلوی رحمه الله

اما بعد فان علم التفسیر الباحث عن معنی نظم القرآن بحسب الطاقة البشریة وبحسب ما تقتضیه القواعد العربیة علم عظیم شانه وقوی برهانه اذ موضوعه کلام الله سبحانه الذی هو

طلعت شمس تالیفه علی الوجوه وانیع منها الغصن واورق العود موزخا وما دحا ولاعنائه صادما وکامجا۔

بشری لکم یا معشر العلماء ! غیوا انی بالخصب فی الجدماء
طوبی لکم یا عصبة الرفقا بزوغ شمس العلم فی الظلماء
نبتت ریاض فی القفار بهجة فیها فواکه حکمة وصفاء
سفر جلیل کاشف نغما ء قد جاء مثل الدر فی الدأماء
تفسیر قرآن کریم معجز وبیانه باللطف والایماء
من فاضل حبر ثناء الله من قد فاق تنقیدا علی القرناء
قد فسر القرآن بالقرآن من تحقیقه والجهد والاحصاء
فالله یجزیه الذی هواهله الفوز والافلاح فی الاشیاء
تفسیر قرآن عجیب قابل قد ضاء مثل البدر فی الظلماء

سنه ۱۳۲

اگرچہ سلف نے ہر قسم کی تصنیفات کی ہیں مگر پھر بھی پہلے لوگوں نے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑا ہے۔ چنانچہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے (خدا انکو ہمیشہ مظفر و منصور رکھے) قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے لکھی ہے جو مصداق ہے اُس مثل کے کہ "تصنیف را مصنف نیکو کند بیان" جب میں نے اُس کو مطالعہ کیا تو میں نے اُس کی تاریخ اور مدح کرنے کو اور اُس کے دشمنوں کو صدمہ پہنچانے کو چند اشعار تاریخیہ لکھے۔

(۱۱۶) جناب مولانا المکرم محمد ابو یحییٰ الشاہجہانپوری مصنف الارشاد رحمہ اللہ

الحمد لله الذی خلق الانسان وعلمه البیان ونصب له دلائل الرشد وهداه طرق الایمان ومیزله طریق الشکر من طریق الکفران واصطفٰی منه رسلا وایدهم بالمعجزات وجعل لهم السلطان صلوٰة الله وسلامه علیهم ما ولد وتعاقب الملوان لاسیما سید ولد ادم محمد

ایہا الاخوان! قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخاطبا للمسلمین انتم شہداء اللہ ۔ ہذا الحدیث یدل دلالۃ واضحۃ علی قبول شہادۃ المؤمنین - وکفی بھم شاہدین فللہ الحمد رب العلمین۔

ابتداء القضیة

ولما کان القانون الالٰہی المعاصرۃ اصل المنافرۃ قام من بلدی من اخوانی اہل الحدیث الطائفۃ الغزنویۃ لمخالفۃ التفسیر و تشنیعہ وتعاقبوا علیہ فی عدۃ مقامات سموہا الاربعین وکان ینبغی ان اعرض عن ہذہ الاربعین کما قال صاحب المختار الفقیہ رحمہ اللہ لما اورد علیہ المعاصرون ؎

ہم یحسدونی وشر الناس کلہم
من عاش فی الناس یوما غیر محسود

لکن تعرضت لجوابہا لما ان الاربعین ما کانت تعاقبات فقط بل کان فیہا الفتوی ان المصنف خارج

برادران! یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ اس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ "تم اللہ کے گواہ رہو" یہ حدیث صاف دلالت کرتی ہے کہ مؤمنین کی شہادت مقبول ہے اور وہ گواہ کافی ہیں۔ للہ الحمد۔

ابتداء نزاع

جبکہ معصروں میں منافرت کا ہونا قانونِ قدرت ہے اس بنا پر میرے شہر کے میرے بھائیوں میں سے غزنویہ خاندان نے اس تفسیر کی مخالفت کی اور اس کے چند مقامات پر تعاقب کیا۔ جسکا نام رکھا اربعین۔ مناسب تو یہ تھا کہ میں اس اربعین سے اعراض کرتا جیسا کہ صاحب دُرمختار رحمہ اللہ پر جب اُن کے ہمعصروں نے تعاقب کئے تھے تو اُنہوں نے یہ شعر پڑھا تھا کہ

یہ لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں اور
میرے نزدیک جسکا حسد نہ ہو وہ بدنصیب ہے

مگر چونکہ اربعین محض تعاقبات نہ تھے۔ بلکہ مصنف پر فتوے تھا کہ وہ اہل سُنّت محدثین سے نہیں بلکہ اسلام سے بھی

منبع کل حکمة ومعدن کل فضیلة ومبادیہ العلوم العربیہ باقسامہا و العلوم العقلیة والنقلیہ بتمامہا من اصول الفقہ واصول الحدیث و الکلام والجدل والحدیث وعلم الرجال وعلم التاویل والقرءة والفقہ وعلم السیر وعلم تاریخ الامم الماضیة وعلم الادیان السابقة وغیر ذلک مما لا تعد ولا تحصی ولذا تری تفاسیر العلماء فی ھذا متفاوة فبعضہا عالیة شامخة وبعضہا دانیة ساقطة - وقد اکب السلف علی تفسیر القرآن الکریم حسب استعداداتہم ومنہجہم السقیم والقویم فمنہم من تصدی لتبیین اعرابہ ومنہم من قصد احکامہ ومنہم من تبرز لجمع الروایات المرویة من غیر التمییز بین الصحیحة والضعیفة المتعلقة بالقرآن او غیر المتعلقة وقس علی ھذا فصار علم التفسیر بحرا ذاخرا وجبلا شامخا فمن المفسرین المولوی الفاضل الکامل ابوالوفاء محمد ثناء اللہ صاحب الفضل والکمال فسر القرآن بالقرآن والاحادیث واسرد العبارات من غیر تعرض لجرح والتعدیل فللہ درہ ولا یخاب درہ حیث اجاد فیما افاد واما السھو والنسیان فقلما یسلم منہ الانسان واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین ؎

تفسیر کا فن اعلے درجہ کا ہے - تمام عربی علوم و فنون اس کے خادم ہیں - اس لئے تمام سلف صالحین اپنی اپنی استعداد اور لیاقت کے مطابق قرآن شریف کی تفسیر کرنے پر متوجہ ہوئے ہیں - انہیں مفسروں میں مولوی ثناءاللہ صاحب ہیں - جنہوں نے قرآن کی ایک تفسیر قرآن اور حدیث سے کی ہے - جو کچھ انہوں نے لکھا ہے بہت ہی اچھا لکھا ہے ؎

(منقول از کلام المبین مطبوعہ ۱۳۲۲ھ)

القضاء المقضي في بلدة اره فسلم
منه دبو الغزنوية وكتبوا بقلمهم
ان المولوي ثناء الله اخونا اهل الحديث
ثم لما اردت السفر لاداء فريضة
النسك وانتخبت لمؤتمر الحجاز على
دعوة جلالة الملك عبد العزيز ابن
سعود ايده الله بنصره حملت المعاصرة
الغزنوية على انهم ايضا تهيأوا
وارادوا ان يوقدوا نارا على في
الحجاز فلهذا عربوا الاربعين
الهنديه وطبعوا وذهبوا بها و
اشاعوا في بلد الله الحرام مكة المكرمة
زادها الله تعظيما حتى وجهوا جلالة
الملك على هذا النزاع فدعا جلالة
الملك المخاصمين لكن لا على سبيل
الحكومة بل على سبيل الشفقة
والترحم كما يدعوا الاب ابناءه
ليصلح بينهم ودعا ايضا من
الشيوخ النجدية والمصرية و
الشامية عدة اصحاب كان اقربهم
الى جلالة الملك الشيخ السيد رضا
المصري وقال جلالة الملك بلغني
ان في اخواننا الهنود شيئا من النزاع

مسلّم رکھا گیا اور غزنویوں کے نمائندوں
نے لکھا کہ

مولوی ثناء اللہ ہمارا بھائی اہلحدیث ہے
پھر گذشتہ سال جب میں نے سفر حج کا
ارادہ کیا اور مؤتمر حجاز کے لئے میں منتخب ہوا
تو معاصرة نے غزنویہ کو مخالفت پر برانگیختہ
کیا۔ کہ انہوں نے بھی سفر حج کا ارادہ
کیا اور چاہا کہ حجاز میں جاکر میری مخالفت
کی آگ بھڑکائیں۔ اس لئے انہوں نے
اربعین اردو کو عربی میں کرکے چھپوایا۔
اور ساتھ لیجاکر مکہ معظمہ میں تقسیم کی حتی کہ
سلطان ابن سعود کو بھی اس نزاع پر متوجہ
کیا۔ آخر انہوں نے فریقین کو بلایا مگر نہ
حاکمانہ طریق سے بلکہ نرمی اور شفقت سے
جیسا باپ بیٹوں کو بلاتا ہے کہ ان میں
اصلاح کرے۔ اور علماء نجد۔ شام اور
مصر کو بھی بلایا۔ اس وقت سلطان کے
قریب تر سب میں سے سید رشید رضا
مصری بیٹھے تھے سلطان ممدوح نے
فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے۔ کہ ہمارے
ہندوستانی بھائیوں میں کچھ
نزاع
ہے

عن اهل الحديث ومذهب المحدثين
بل عن الاسلام والمسلمين فصنفت
كتابا "الكلام المبين" في جواب
الاربعين ثم انعقد المحضر الكبير
في بلد آره من كبار علماء اهل
الحديث سنة ۱۳۲۲ فتذاكروا فيما بينهم
وحكموا ثلاث علماء كبار من
انفسهم (۱) استاد الاساتذة
الحافظ عبد الله الغازيفوري و
(۲) المحدث مولانا شمس الحق
شارح سنن ابي داؤد و (۳)
الشيخ محمد عين الحق رحمهم الله
فحكموا ان المصنف وان كان
مخطئا في بعض المقامات لكن
ليس هو خارجا عن الاسلام ولا
عن اهل السنة ولا عن اهل الحديث
ولم يسلم الغزنوية هذا الفصل
ثم انعقد محضر كبير في بلدة مدراس
في شهر رجب ۱۳۳۱ فصدق فيه الفصل
المذكور وكان ثلاثة اركان من الجماعة
الغزنوية موجودين في ذلك المحضر المولوي
فقير الله المدراسي والقاضي عبد الاحد
الخانپوري والمولوي داؤد الغزنوي فسلم هنا لك

خارج ہے اس وجہ سے میں نے اُس کا
تعرض کیا اور ایک کتاب کلام المبین اُس
کے جواب میں لکھی - پھر ایک بہت بڑی
مجلس ۱۳۲۲ھ میں بمقام آرہ منعقد
ہوئی - جس میں اہل حدیث کے بڑے بڑے
علماء جمع ہوئے - اُنہوں نے باہم اس
امر کا ذکر کیا اور اپنے میں سے تین علماء
کبار کو منصف بنایا جن کے اسماء گرامی
یہ ہیں :- (۱) مولانا حافظ عبد اللہ صاحب
غازی پوری (۲) مولانا شمس الحق صاحب
شارح سنن ابو داؤد (۳) مولانا شاہ
عین الحق صاحب پھلواروی - ان تینوں
منصفوں نے بالاتفاق فیصلہ دیا کہ مصنف
چاہے بعض مقامات میں خطا کر گیا ہے لیکن
وہ اسلام یا اہل حدیث سے خارج
نہیں - مگر غزنویوں نے یہ فیصلہ نہ مانا -
پھر ایک جلسہ ۱۳۳۱ھ میں بمقام
مدراس ہوا جس میں غزنویہ کے تین
ارکان شریک ہوئے - (۱) مولوی
فقیر اللہ مدراسی (۲) قاضی عبد الاحد
خانپوری (۳) مولوی داؤد غزنوی -

وہاں بھی

فیصلہ آرہ

ای نبدل حکما من الاحکام
الشرعیة لقوله تعالیٰ واذا
بدلنا اٰیة مکان اٰیة الاٰیة
وقوله تعالیٰ قد نری تقلب
وجهك فی السماء۔

قلت للشیخ هذا اقرار للنسخ اوانکار ؟
قال اقرار۔ ثم اریته الصفحة الثالثة
عشر من تفسیری من قوله تعالیٰ اذ فرقنا
بکم البحر

ای صیرنا حصتین لقوله تعالیٰ
فاوحینا الی موسیٰ ان اضرب
بعصاك البحر فانفلق فکان
کل فرق کالطود العظیم۔

قلت للشیخ هذا اقرار للمعجزة اوانکار؟
قال اقرار وجلالت الملك یسمع متوجها
ثم اریته الصفحة السابعة والخمسین
من تفسیری من قوله تعالیٰ ویکلم
الناس فی المهد

ای طفلا لم یبلغ حد التکلم
قلت للشیخ هذا اقرار بالمعجزة اوانکار؟
قال اقرار۔ ثم اریته الصفحة السابع و
العشرین بعد ثلاث مائة من قولی فی حق
صاحب سلیمان علیه السلام

ما ننسخ کی تفسیر میں مَیں نے نسخ کا
اقرار کیا ہے۔ درشیخ سے مَیں نے پوچھا۔
کہ یہ نسخ کا اقرار ہے یا انکار؟
شیخ نے اس کے جواب میں کہا۔ ہاں
اقرار ہے۔

پھر مَیں نے تفسیر کا صفحہ ۱۳ دکھایا
جہاں مَیں نے حضرت موسےٰ علیہ السلام
کی خاطر دریا کے پھٹنے کا اقرار کیا ہے۔
وہ مقام دکھا کر پھر مَیں نے شیخ سے
کہا کہ یہ معجزہ کا اقرار ہے۔ یا انکار؟
شیخ بولے ہاں اقرار ہے۔
یہ گفتگو سلطان توجہ سے بذاتِ
خود سُنتے جاتے تھے۔

پھر مَیں نے تفسیر کا صفحہ ۵۷ دکھایا
جہاں حضرت عیسےٰ کے شیر خواری میں
کلام کرنے کا ذکر ہے۔ یہ دکھا کر پھر
پُوچھا کہ یہ معجزہ کا اقرار ہے یا انکار؟
شیخ نے کہا ہاں معجزہ کا اقرار ہے۔

پھر مَیں نے اپنی تفسیر کا
صفحہ ۳۲۷ دکھایا۔ جہاں حضرت
سلیمان کے مصاحب کی کرامت
کا ذکر
ہے

ارید ان اصلح بینهم (اوکما قال)
فقلت هل لی اجازة قال نعم
فذکرت ما قدمت من ذکر
التصنیفات والنزاع علی التفسیر
والفصل وکان آخر کلامی ما ادری
ما حمل اخوانی هؤلاء علی الجدال
فی الحج وقد قال الله تعالی لا جدال
فی الحج وبعد هذا قلت یا امام
(عبد العزیز) ان اخوانی یقولون
فی ما لم اقل کما هو انهم وکان
الشیخ السید رشید رضا متولیا
للکلام فی هذا الشان وکان اهلا
له فقلت شیخنا یا استاذ الصفحة انظر
الرابعة من الاربعین هذا نصه
(ان المصنف (ثناء الله) لا
یقر بالناسخ والمنسوخ و
والتقدیر والمعجزات والکرامات
علی وجهها الخ
قال الشیخ ای نعم کتبوا. فقلت
احسن الجواب ما یجیب هذا التفسیر
لا ما یجیب المفسر واریته من التفسیر
المذکور الصفحة العشرین من تفسیر
قوله تعالی ما ننسخ من آیة

میں چاہتا ہوں کہ ان میں اصلاح کردوں
میں نے کہا مجھے اجازت ہے کچھ عرض کروں؟
فرمایا۔ ہاں۔ میں نے کھڑے ہو کر وہ
سب حالات متعلقہ اپنی تصنیفات اور نزاع
غزنویہ۔ فیصلہ آرہ اور مدراس کی بابت
سنگے سب ذکر کرکے اخیر میں عرض کیا۔ کہ
اب مجھے معلوم نہیں کہ میرے غزنوی بھائیوں
کو یہاں حرم میں اس جھگڑے کے اٹھانے
کی کیا ضرورت پیش آئی۔ حالانکہ خدا نے
فرمایا ہے کہ حج میں جھگڑا نہ کرنا چاہیے۔
اس کے بعد میں نے سلطان ابن سعود کو
مخاطب کرکے کہا۔ اے جناب! میرے
غزنوی برادران میرے حق میں وہ باتیں کہتے
ہیں جو میں نے نہیں کہیں۔ اس وقت شیخ
رشید رضا مصری کلام کرتے تھے اور وہ اس
کام کے اہل تھے۔ میں نے شیخ مذکور کو کہا۔ شیخ!
اربعین کا صفحہ ۴ دیکھئے جہاں لکھا ہے کہ
مصنف ناسخ منسوخ کا تقدیر کا معجزات اور
کرامات کا اقرار نہیں کرتا۔ شیخ موصوف نے
کہا ہاں ایسا لکھا ہے پھر میں نے کہا بہترین
جواب وہ ہے جو خود میری تفسیر دے نہ وہ
جو معترض دے یہ کہکر میں نے اپنی تفسیر کا
صفحہ (۲۰) دکھایا۔ جہاں آیت

عن الاسلام او عن اهل السنت و
الحديث و قال الشيخ الفاضل
عبد الله بن بليهد شيخ ثناء الله
كيف فسرت اية الاستواء بتنفيذ
الاحكام هذا مخالف لما عليه السلف
الصالح قلت ليس هذا فی الاربعين
بل هذا التعاقب منكم النجدية
ثم قلت متوجها الی جلالة الملك و
الشيخ المصری -
ان فی الهند فضاء غير فضاء العرب

سے اہلحدیث سے نہ اسلام سے شیخ عبداللہ
بن بلیہد قاضی القضاۃ حجاز نے کہا شیخ
ثناء اللہ! آیت استواء کی تفسیر آپ
نے تنفیذ احکام سے کیوں کی ہے - یہ تو
سلف کے خلاف ہے - میں نے کہا - یہ
اعتراض اربعین غزنویہ میں نہیں ہے -
بلکہ آپ (علماء نجد) کی طرف سے ہے -
پھر میں نے سلطان کی طرف متوجہ ہو کر
کہا کہ - ہندوستان کی فضا عرب کی فضا
سے بالکل مختلف ہے

بقیہ حاشیہ

من اهل مصر كان يركز اليه
وسمعت فی الحرم انه ايضا
مثله فی الالحاد فسر مثله
فی مصر فافتی المصريون
بزندقته وانه ملحد فی
ايات الله عز وجل (عبد الواحد)
اقول الحمد لله السيد نعم الرفيق وحبذا
التوفيق ونعم ما قال الشاعر ؎
يا نكد الدنيا متى انت مقصر
على الحر حتى لا يكون له ضد
(منه)

شخص مصری اُس کی طرف مائل
تھا - اور میں نے حرم میں سُنا
تھا کہ وہ بھی ثناء اللہ کی طرح کا ملحد ہے
اس نے بھی اسی طرح کی ایک تفسیر لکھی ہے
جب مصریوں نے زندیق کا فتویٰ لگایا ہے
وہ آیاتِ الٰہی میں الحاد کیا کرتا ہے"
میں کہتا ہوں الحمد للہ یہ سید رشید رضا،
میرا اچھا ساتھی ملا اور خوب ملا - مولوی صاحب
غزنوی کے حق میں یہ شعر کہتا ہوں ؎ .
ناوک نے تیرے صید چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں
(منہ)

كان رجلا عاملا بالكتاب
ولا يلزم منه فضله على
سليمان عليه السلام
لان كرامات الاولياء
معجزات للانبياء كما
وقع للصحابة الخ

قلت للشيخ هذا اقرار بالكرامات
او انكار؟ قال اقرار - لما دار الكلام
الى ههنا وكلمنا فيما بيننا قال الشيخ و
جلالة الملك يسمع رأينا هذه الاربعين
كلها بامعان النظر وبينا فيها بعض
التعاقبات غير صحيحة وبعض التعاقبات
صحيحة لكن ليست بجرحة للمصنف

یہ مقام دکھا کر میں نے کہا یہ کرامات
کا اقرار ہے یا انکار؟ شیخ نے کہا ہاں
کرامت کا اقرار ہے۔

یہاں تک پہونچے تو شیخ مصری نے
کہا۔ ہم نے اربعین غزنویہ ساری دیکھی
ہے۔ اس میں بعض اعتراضات
تو بالکل بے جا ہیں۔ اور
بعض بجا ہیں۔ مگر مفسر
تفسیر کے
حق میں
باعث
اخراج
نہیں

حاشیہ معہ ترجمہ

ــه فلاجل هذا الانصاف غضب
الشيخ المولوي عبدالواحد الغزنوي
على السيد الرشيد رضا فكتب
الى المولوي عمردين الوزيرابادي
في الفنجاب مكتوبا عربيا هذا نصه -
كلهم (اي العلماء الحاضرين
في المجلس السلطاني) تعجبوا منه
(اي من ثناء الله) الا واحد

یعنی اس انصاف کی وجہ سے مولوی عبدالواحد
صاحب غزنوی شیخ رشید رضا پر بہت
خفا ہوئے۔ آپ نے ایک خط مولوی
عمردین صاحب وزیرآبادی کے نام لکھا۔
جس میں یہ لفظ ہیں کہ :-
مجلس سلطانی میں سب علماء
مولوی ثناء اللہ پر تعجب کرتے تھے
مگر ایک

راجح عندي لاجل الضرورة في الهند ومن سلك مسلكي من المناظرات صدقني وعذرني مع هذا قلت لجلالة الملك وللشيخ المصري ان الفصل على الاربعين بالاحراق مقدم وذكر مسئلة الاستواء التي ليست في الاربعين مؤخر في الواقع فينبغي ان يقدم المقدم على المؤخر في الذكر فدار الكلام واصروا على المسودة واصررت على التبديل فعلى هذا قاموا وانتشروا من غير تكميل المعاملة الى الله المشتكى - وقد كنت شمرت الازار للذهاب الى المدينة المنورة زادها الله شرفا فرحت اليوم قبيل المغرب وتخلف الغزنوية في مكة المكرمة واستفتوا النجدية بعدي على مسئلة الاستواء فافتى بينهم بالرجوع الى مذهب السلف وهو الشيخ عبد الله بن بليهد قاضي القضاة اعلم علماء نجد - اللهم اشهد اني على طريقة السلف

ہندوستان کی ضروریات کی وجہ سے راجح سمجھتا ہوں اور جو میری طرح مناظرات میں پھنسے وہ میری تصدیق کریگا اور مجھے معذور جانیگا - تاہم میں نے سلطان المعظم اور شیخ رشید رضا مصری کو کہا کہ اربعین کا فیصلہ اُس کے جلا دینے کے متعلق پہلے ہوا ہے اور مسئلہ استواء جو اربعین میں نہیں ہے واقع میں پیچھے ہے اس لئے لائق ہے کہ مسودہ میں بھی اسی ترتیب سے آئے - پہلا حصہ پہلے اور پچھلا پیچھے رکھا جائے پھر اسپر گفتگو ہوتی رہی - حاضرین مسودہ مرقومہ کو بحال رکھنے پر مصر تھے میں اس کی تبدیلی پر اصرار کرتا تھا - یہانتک کہ سب حاضرین بلافیصلہ اُٹھکر چلے گئے - افسوس!

میں چونکہ مدینہ شریف جانے کا انتظام کر چکا تھا اس لئے میں اُسی روز قبل مغرب مدینہ شریف کو چلا گیا اور غزنویہ (مولوی عبدالواحد اور اُن کے ساتھی) مکہ شریف میں مقیم رہے اور میرے جانے کے بعد اُنہوں نے پرائیویٹ حیثیت سے علماء نجد سے مسئلہ استوا پر فتوی طلب کیا جسکے جواب میں اُن میں سے سب سے بڑے عالم شیخ عبداللہ بن بلیہد قاضی القضاۃ نے تو صرف اتنا لکھا کہ

فيه مذاهب مختلفه واديان شتى
كلها الد الخصام في حق الاسلام
فلهذا مشيت في مسئلة تاويل
الصفات على طريق المتكلمين و
اخذت هذا التفسير من التفسير
الكبير للامام الرازى وكتاب
الاسماء والصفات للبيهقي حيث
نقل كلام الاشعري في التاويل
فلم يرد عليه وايضا اخذت هذا
من الكتاب حجة الله البالغة للشيخ
الدهلوى رضى الله عنهم

دار الكلام عليه فبعد ساعة
قال جلالة الملك للشيخ ابن بليهد
اكتبوا مسودة المعاهدة على هذا
النزاع فكتب :-

وہاں مختلف مذاہب اور مختلف ادیان
ہیں جو سب کے سب اسلام کے
حق میں سخت ترین دشمن ہیں اس لئے
میں نے مسئلہ استواء وغیرہ میں
متکلمین کی روش اختیار کی ہے۔ اور
میں نے یہ معنے تفسیر کبیر امام رازیؒ و
کتاب الاسماء والصفات بیہقی اور
کتاب حجۃ اللہ البالغۃ شاہ صاحب
دہلوی رحمۃ اللہ علیہم سے اخذ کئے ہیں

پھر اس پر کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں
بعد تھوڑی مدت کے سلطان المعظم
نے شیخ ابن بلیہد کو فرمایا کہ
معاہدہ کا مسودہ لکھیے۔

چنانچہ شیخ نے مندرجہ ذیل
مسودہ لکھا :-

أنظروا القرطاس الآخر

(الگ ورق دیکھو)

لما عرض على هذه المسودة
للتصديق وان كنت على بصيرة
من ان كلا المسلكين مسلك السلف
من التفويض ومسلك الخلف من
التاويل حق ومسلك التاويل

یہ مسودہ تصدیق کے لئے جب
میرے سامنے پیش کیا گیا۔ میں اگرچہ
بصیرۃ علمی کے ساتھ دونوں مسلکوں
(تفویض اور تاویل) کو صحیح جانتا تھا
اور مسلک تاویل کو

افتروا افتراآت علی اجبت عنها فی جریدتی اهل الحدیث

اس میں انہوں نے مجھ پر بہت سے افتراآت اور بہتان لگائے جن کے جواب میں نے اخبار اہلحدیث میں دیئے ہیں

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۝

اما انا فبعد ما اشاعوا الفتاوی الکفریة فی مسئلة الاستواء استفتیت علماء الحدیث فما اجابوا به اعرض علی جلالة الملک وعلی الاخوان النجدیه کی ینظروا انه فی مسئلة الصفات وان کان مسلکهم التفویض لکن لیس لهم ان یکفروا او یبدعوا المؤولین لما فیه خطر عظیم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایما رجل قال لاخیه یا کافر فقد باء بها احدهما (بخاری) وقال الله تعالی لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا. قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المسلم اخو المسلم لا یظلمه ولا یسلمه وقال علیه السلام کل المسلم علی المسلم حرام ماله وعرضه الحدیث وقال علیه السلام الظلم ظلمات یوم القیمة - لیت شعری کیف اجترءوا علی تکفیری والحال ان احدا من المفوضین لم یقل بتکفیر المؤولین

غزنویہ کے فتاوی کفریہ شائع کرنے کے بعد میں نے علماء حدیث سے اس بارے میں استفتا کیا - جو کچھ انہوں نے جواب دیا اُسے میں سلطان المعظم اور علماء نجد کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ وہ غور کریں کہ مسئلہ صفات میں گو انکا مذہب تفویض ہے تاویل نہیں لیکن یہ تو انکا حق نہیں کہ وہ مؤولین کو کافر یا بدعتی کہیں اس میں بڑا خطرہ ہے - کیونکہ آں حضرت نے فرمایا ہے - جو کوئی کسی مسلم بھائی کو کافر کہے اُن میں سے ایک ضرور کافر ہو جاتا ہے - اللہ تعالی فرماتا ہے جو شخص تمکو اسلامی طریق سے سلام علیکم کہے - اس کو نہ کہو کہ تو مومن نہیں - آں حضرت نے فرمایا ہے مسلمان مسلمان کا بھائی ہے - وہ اس پر کسی طرح ظلم نہیں کرتا - نیز فرمایا مسلمان کا مال اور عزت سب حرام ہیں - نیز فرمایا - قیامت کے روز ایک ظلم کئی اندھیروں کا موجب ہوگا - خدا جانے علماء نجد کو میرے حق میں فتوے کفر لکھنے کی کیوں جرأت ہوئی ؟ حالانکہ مفوضین میں سے کسی ایک نے بھی ماؤلین کو کافر نہیں کہا

فاحینی علیہا وامتنی علیہا و
احشرنی فی جماعۃ الصالحین بعضہم
غضب غضبا شدیدا وھو الشیخ سلیمان
بن جمہور و بعضہم کفر وحکم بارتداد
المصنف والھجر وھو الشیخ محمد
بن عبد اللطیف فلذا قال توفیق
شریف افندی حین اتانی فی
مکانی فی بلدی وکان عندنا عدۃ
اصحاب موجودین ان من کفر منہم
فقد غلی وھو غال واقول فلذا لا
اصدق الفتاوی المذکورۃ مالم
ارھا - والغزنویۃ ترکوا ذکر
الاربعین التی امروا باحراقہا و
اشاعوا الفتاوی النجدیۃ الغالیۃ
التی اخذوھا بعد ذھابی الی المدینۃ
المنورۃ زادھا اللہ شرفا - سموھا
"فیصلہ
مکۃ"
و

مولوی ثنا ، اللہ کو چاہئے کہ متکلمین کا
مذہب چھوڑ کر سلف کا مذہب اختیار کرے
اس کے سوا انہوں نے کچھ نہیں کہا - نہ
کافر نہ بدعتی وغیرہ - بعض نے بہت غصہ
ظاہر کیا اور مصنف اور تفسیر سے بائیکاٹ
کرنے کا حکم دیا - یہ حضرت شیخ سلیمان
بن جمہور ہیں بعض تو حد سے گذر گئے انہوں
نے مصنف پر کفر اور ارتداد اور بائیکاٹ
کا حکم لگایا یہ حضرت شیخ محمد بن عبد اللطیف
ہیں اسی لئے شیخ توفیق شریف جب مجھے
امرتسر میں میرے مکان پر ملنے آئے -
اسوقت چند آدمی موجود تھے اُن کے سامنے
اُنہوں نے کہا کہ جن لوگوں نے کافر یا
مرتد لکھا ہے انہوں نے غلو کیا ہے اور وہ
غالی ہیں - مَیں کہتا ہوں اسی لئے توجبتک
مَیں وہ فتاوی نہ دیکھوں مَیں نہیں کہہ سکتا
کہ وہ فتوے اصلی ہیں - غزنویہ نے اربعین کے
جلانے کا ذکر تو چھوڑ دیا مگر مذکورہ فتاوی
(غالیہ) شائع کردئے اسکا نام رکھا "فیصلہ مکہ" اور

ے شہادۃ حقہ | نحن علی ذلک الشاھدون شیخ توفیق شریف نے ہمارے سامنے کہا تھا کہ فیصلہ کے مفتیوں میں سے جس جس مفتی نے مولانا ثنا ، اللہ کے متعلق کفر کا فتوے لکھا ہے اُس نے غلو کیا اور وہ غالی ہے - حکیم محمد یعقوب ہاشمی امرتسری محمد اسمٰعیل ولد حبیب اللہ بقلم خود - حافظ رکن دین شیخ فضل الدین بقلم خود - شیخ محمد ابراہیم ناظم بقلم خود - مولا بخش سوداگر صابون - عبد الرحمن فرید کوٹی + وغیرہ

الاستفتاء
علی تاویل الاستواء

ما قولکم سادة العلماء الکرام کثّر الله سوادکم، فی رجل فسّر آیة الاستواء وغیرها من آیات الصفات علی طریق المتکلمین هل هو من اهل السنّة او اهل الکفر او اهل البدع بیّنوا الحق والصواب توجروا من الله الوهّاب یوم الحساب؟

ترجمہ
سوال

حضرات علماء کرام!
آپ کیا فرماتے ہیں۔ اُس شخص کے حق میں جو آیت استواء وغیرہ آیات صفات کی تاویل متکلمین کی طرز پر کرتا ہے کیا یہ شخص اہل سنت سے ہے یا اہل کفر یا اہل بدعت سے؟

المجیب حضرة الفاضل الحافظ الحاج مولانا ابراهیم میر شیخ الحدیث واستاذ التفسیر السیالکوتی الهندی

اقول الجواب طالبا من الله توفیق الصواب
ان مسئلة الصفات الالهیة عقدة تعجز عن حلها بنان العقول وحقیقة تحیر فی دراکها اذهان الفحول، قال الامام الرازی

نهایة اقدام العقول عقال
وغایة سعی العالمین ضلال

وکان یقول اعلم خلق الله بالله صلی الله علیه وسلم فی دعائه لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔ فلاجل اشکال الامر وصعوبة الخطب سلک علماء السنّة وائمة الامة مسلکین التفویض والتاویل

جواب

مسئلہ صفات الٰہیہ بہت مشکل عقدہ ہے جس کے حل کرنے میں عقل کی انگلیاں کام نہیں دیتیں اور اس کے سمجھنے میں بڑے بڑے علماء کے فہم ناکام ہیں۔

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو سب مخلوق میں خدا کی زیادہ معرفت رکھنے والے تھے اپنی دعا میں کہا کرتے تھے اے خدا! میں تیری تعریف پوری نہیں کر سکتا بلکہ تو ویسا ہی ہے جو تو نے اپنی تعریف آپ کی ہے۔ اسی مشکل اور کٹھن امر کے لئے علماء سنت اور امت مسلمہ نے دو راستے اختیار کئے ہیں ایک تفویض دوم تاویل

والاشعرية والماتريدية مئولون وهم
من اهل السنة كما قال به صاحب العقيدة
الاسفرائيني فى كتابه - والشيخ ولى الله
الدهلوى فى كتابه حجة الله -

وقد هدى الله المسلمين فى صورة
النزاع افصل هداية بلا مرية حيث
قال فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ
وَالرَّسُولِ - فالمسئلة المنصوصة فى
القرآن او الحديث الصحيح المرفوع حجة على
كل مؤمن والمجتهد فيه المختلف بين
المسلمين ليس هو مثل المنصوص لما
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ذرونى ما تركتكم (الحديث) -

هذا هو الاصل الذى زل فيه
اقدام المفتين المكفرين والمبدعين
عفى الله عنهم وعن
سائر المسلمين ؛

اور طائفہ اشعریہ اور ماتریدیہ مئول ہیں - حالانکہ
وہ اہل سنت میں شمار ہیں - جیسا کہ مصنف عقیدہ
اسفرائینی نے تصریح کی ہے اور حجۃ اللہ میں
شاہ ولی اللہ دہلوی نے -

اور اللہ تعالی نے نزاع کی صورت
میں مسلمانوں میں فیصلہ کرنے کے لئے بہت
صاف ہدایت فرمائی ہے ارشاد ہے - اگر
تمہارے درمیان کسی امر میں نزاع پیدا ہو تو
تم اسکو اللہ اور رسول کی طرف لیجاؤ - پس جو حکم
قرآن یا حدیث میں ہو - وہ تو ہر ایماندار پر
حجت ہے - اور جو مختلف فیہ اجتہادی ہو وہ
مثل منصوص قرآنی یا حدیثی کے نہیں ہے -
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس امر
میں تم کو حکم نہ دوں - تم بھی آسے ویسے نہ ہو -
یہی ایک اصل الاصول ہے جس میں مفتیوں کے
قدم لغزش کر گئے ہیں - خدا انکو اور سب
مسلمانوں کو معاف فرمائے -

التعكير فى التكفير

لا يخفى على احد من اهل العلم ان تكفير المؤمن مقتضى لاجراء حد الارتداد عليه وفى الحدود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ادرءوا الحدود عن المسلمين ما استطعتم فان كان له مخرج فخلوا سبيله فان الامام ان يخطئ فى العفو خير من ان يخطئ فى العقوبة (رواه الترمذى) فهذا الحديث يشهد باعلى نداء ان التكفير يدفع بالاحتمال لا ان يثبت بالاحتمال فكيف ينبغى بل كيف يجوز ان يبنى التكفير على مسئلة مختلفة بين اهل الاسلام بل بين اهل السنة والحديث يا للعجب

نمسك عنه مع تنزيه اعتقادنا
عن التشبيه والتعطيل لقوله تعالى
وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ اِلَّا اللّٰهُ قال ابن
برهان وهذا قول السلف قال بعد
ذلك والمذهب الثالث انها مؤولة
قال ابن برهان والاول من هذه
المذاهب باطل والآخران منقولان
عن الصحابة ونقل هذا المذهب الثالث
عن علي وابن مسعود وابن عباس
وام سلمة (ارشاد الفحول ص۱۶۵)
ثم قال رحمه الله -
قال ابن دقيق العيد في الالفاظ المشكلة انها
حق وصدق على الوجه الذي اراده الله
ومن اول شيئا منها فان كان تاويله
قريبا على ما يقتضيه لسان العرب وتفهمونه
في مخاطباتهم لم ننكر عليه ولم نبدعه
وان كان تاويله بعيدا توقفنا عليه و
استبعدناه ورجعنا الى القاعدة في
الايمان بمعناه مع التنزيه
وقد تقدمه الى مثل هذا
ابن عبد السلام كما حكاه
عنهما الزركشي في البحر
(ص۱۶۵ ارشاد)

باجود اعتقاد رکھو اس امر کے کہ خدا کی ذات کسی
مخلوق کی تشبیہ اور تعطیل سے پاک ہے اس
تاویل ہم رُکتے ہیں اللہ کے سوا انکی کوئی
تاویل نہیں جانتا۔ ابن برہان نے کہا ہے
کہ سلف کا یہی مذہب ہے (۳) تیسرا گروہ
کہتا ہے کہ یہ آیاتِ صفات مؤولہ ہیں ابن
برہان نے کہا ہے کہ پہلا مذہب باطل ہے
اور دوسرا اور تیسرا صحابہ سے منقول ہے
یہ ثالث مذہب حضرت علی ابن مسعود و ابن
عباس اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے
اس کے بعد شوکانی مرحوم نے فرمایا ہے کہ:-
امام ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ مشکل لفظ
کا مطلب جو خدا کی مراد ہے وہی حق اور صواب
ہے جو کوئی اُن کی تاویل کرے اگر اس کی تاویل
محاورہ عرب کے موافق ہو جسے عرب لوگ اپنی
روزمرہ میں سمجھتے تھے تو ایسی تاویل کو ہم برا
نہیں جانتے اور نہ اس کو بدعت کہتے ہیں اگر
اس کی تاویل لغت عرب سے بعید ہو تو ہم
توقف کرینگے اور اس کو بعید سمجھینگے اور ہم قاعدہ
ایمانیہ کی طرف رجوع کرینگے اور خدا کو اس
تاویل سے منزہ جانینگے۔
اس سے پہلے امام ابن عبد السلام نے بھی یہی کہا
ہے۔ جیسا کہ زرکشی نے اس سے نقل کیا ہے۔

لا یکفر صاحب احدھما الآخر ولا یبدع
اذ مطمح نظر کلا الفریقین تنزیہ
ذات اللہ تعالی عن المشابہۃ بالمحدثات
وعن ان یکون ذاتا مجردۃ عن الصفات و
کلا المسلکین منقول عن جماعۃ من
الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم من
الائمۃ المتبوعین کما قال الشوکانی رح
" اذا عرفت معنی الظاھر فاعلم ان
النص ینقسم الی قسمین احدھما
یقبل التاویل وھو قسم من النص
مرادف للظاھر والقسم الثانی لا یقبلہ
وھو النص الصریح ثم اخذ بعد ذلک
فی تفصیل ما یقبل التاویل فقال
(الفصل الثانی) فیما یدخلہ التاویل
وھو قسمان (احدھما) اغلب الفروع
ولا خلاف فی ذلک (والثانی) الاصول
کالعقائد واصول الدیانات وصفات
الباری عز وجل وقد اختلفوا فی ھذا
القسم علی ثلثۃ مذاھب (الاول)
انہ لا دخل للتاویل فیھا بل یجری
علی ظاھرھا ولا یؤول شیئ منھا و
ھذا قول المشبھۃ[ف] (والثانی) ان
لنا تاویلا ولکنا

مگران دونوں میں سے کوئی ایک کسی دوسرے
کو کافر یا بدعتی نہیں کہتا تھا کیونکہ دونوں کا مقصود
مخلوق کی مشابہت سے ذات باری تعالی کو
پاک ثابت کرنا تھا نیز یہ بتانا تھا کہ اللہ تعالے
صفات عالیہ سے خالی نہیں۔ یہ دونوں مسلک
صحابہ تابعین اور بعد کے علماء سے منقول
ہیں۔ جیسا کہ قاضی شوکانی فرماتے ہیں۔
"اے مخاطب تو جان کہ نص دو قسم پر
ہے ایک تاویل کو قبول کرتی ہے اور
وہ نص ظاہر کے مراد ف ہے۔ اور
دوسری قسم تاویل کو قبول نہیں کرتی
اور وہ نص صریح ہے۔
پھر اس کے بعد اس کی تفصیل فرمائی۔
(فصل ثانی) جو تاویل قبول کرتی ہے وہ
بھی دو قسم پر ہے (۱) حصہ فروع کا
ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں (۲)
دوسرا حصہ اصول ہے جیسے عقائد دیانات
اور صفات باری تعالے اور اس قسم میں
علماء کے تین گروہ ہوئے ہیں (۱) ایک
گروہ کہتا ہے اس میں تاویل کو دخل نہیں
بلکہ ظاہر پر چلنا چاہئے اور ذرہ برابر
تاویل نہیں کرنی چاہئے[ف] یہ قول مشبہہ کا ہے (۲)
دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس قسم کی تاویل جائز ہے لیکن ہم

ف قاضی شوکانی کا یہ قول غور سے دیکھنے کے قابل ہے۔ فتفکر فیہ (مؤلف)

ولا المنع من ذكره الخ (جلد اول ص٦٦)

وذكر حكيم الامة قبل ذلك كلاما مبينا جامعا لحل معضلات لباب ومشكلات الخطاب في آيات الصفات ما نصه -

"واعلم ان الحق تعالى اجل من ان يقاس بمعقول او محسوس او يحل فيه صفات كحلول الاعراض في محالها او تعلجه العقول العامية او تستنا دله الالفاظ العرفية ولا بد من تعريفه الى الناس ليكملوا كمالهم الممكن لهم فوجب ان تستعمل الصفات بمعنى وجود غاياتها لا بمعنى وجود مباديها فنعني الرحمة افاضة النعم لا انعطاف القلب والرقة وان تستعار الفاظ تدل على تسخير الملك لمدينة للتسخير لجميع الموجودات اذ لا عبارة في هذا المعنى افصح من هذه وان تستعمل تشبيهات بشرط ان لا يقصد الى انفسها

واجب ہے یا ممنوع ہے"

حضرت شاہ صاحب اس سے پہلے جامع کلام فرما چکے ہیں جس سے آیات صفات کی مشکلات حل ہوسکتی ہیں - فرمایا ہے -

"تو جان رکھ کہ اللہ تعالیٰ کسی معقول یا محسوس پر قیاس کئے جانے سے پاک ہے اور اس سے بھی کہ اس میں صفات داخل ہوں جیسے اعراض اپنے محلوں میں داخل ہوتے ہیں اور اس سے بھی پاک ہے کہ اسکو عام عقلیں پاسکیں یا الفاظ مستعملہ اس کو گھیر سکیں باوجود اس کے ضرورت ہے کہ عام لوگوں کو اس کی معرفت کرائی جائے تاکہ لوگ اپنا کمال حاصل کریں پس واجب ہے کہ صفات کے الفاظ ایسی طرح استعمال کئے جائیں کہ ان سے اصل مقصود مراد ہو - مبدا کا وجود مراد نہ ہو - پس رحمت کے معنی میں نعمت کا پہونچانا نہ قلب کا نرم ہونا - (جو انسان میں ہوتا ہے) اور جو الفاظ کسی بادشاہ کی تسخیر ملک کے لئے استعمال ہوتے ہیں وہ خدا کی تسخیر موجودات کے لئے بطور استعارہ لئے جاتے ہیں - کیونکہ کوئی عبارت اس مطلب میں ان الفاظ سے زیادہ فصیح نہیں اور الفاظ بھی مستعار لئے جاتے ہیں بشرطیکہ وہ خود مقصود نہ ہو

استوی علی العرش

ثم ذکر الشوکانی شروط التاویل لیبین المقبول من التاویل مما ھو مردود فقال :-

(الفصل الثالث) فی شروط التاویل (الاول) ان یکون موافقا لوضع اللغۃ او عرف الاستعمال او عادۃ صاحب الشرع وکل تاویل خرج عن ھذا فلیس بصحیح، ثم قال

والتاویل فی نفسہ ینقسم الی ثلاثۃ اقسام قد یکون قریبا فیترجح بادنی مرجح وقد یکون بعیدا فلا یترجح الا بمرجح قوی ولا یترجح بما لیس بقوی وقد یکون متعذرا لا یحتملہ اللفظ فیکون مردودا لا مقبولا " (ارشاد ص۱۶۵)

وقال خاتمۃ الحفاظ فی الفتح -

"قال العلماء کل متاول معذور بتاویلہ لیس باثم اذا کان تاویلہ سائغا فی لسان العرب وکان لہ وجہ العلم"

(جزء ۲۸ باب ما جاء فی المتاولین)

وقال حکیم الامۃ واستاذھم فی الحجۃ -

قال الحافظ ابن حجر لم ینقل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن احد من الصحابۃ من طریق صحیح التصریح بوجوب تاویل شیء من ذلک یعنی المتشابہا

پھر امام شوکانی نے تاویل کی شرطیں بتائی ہیں تاکہ مقبول تاویل مردود سے ممتاز ہو سکے۔ کہا ہے :-

"شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ لغت عرب اور عام استعمال یا صاحب شرع کی عادت کے موافق ہو۔ جو تاویل اس قاعدہ کے موافق نہ ہو۔ وہ صحیح نہ ہوگی۔

پھر کہا ہے کہ :-

"تاویل تین قسم پر ہے - کبھی قریب الفہم ہوتی ہے تو ادنیٰ مرجح سے ترجیح پا جاتی ہے اور کبھی بعید ہوتی ہے پس وہ کسی قوی مرجح سے ترجیح پا سکتی ہے اور معمولی قرینہ سے ترجیح نہیں پاتی۔ کبھی متعذر ہوتی ہے جسکو لفظ آیت کا محتمل نہیں ہو سکتا پس وہ مردود ہے"

حافظ ابن حجر شارح بخاری نے کہا ہے کہ -

"علماء کا قول ہے کہ ہر متاول اپنی تاویل میں معذور ہے جب اس کی تاویل زبان عرب میں جاری ہو اور اس متاول کو علم میں دخل ہو"

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے :-

حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کسی صحابی سے صحیح طریق سے اس مضمون کی روایت نہیں آئی کہ تاویل کرنی

کتاب الاسماء والصفات له ونحن نلتقط لك نبذا من کلامهما وشيئا يسيرا من کلام غيرهما -

(۱) قوله عز وجل اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ انما معناه فثم الله بعلمه وقبوله لمن توجه اليه (کتاب الفصل ص۱۶۶ جلد ۲) وقال البيهقی رح

واما قوله عز وجل ولله المشرق والمغرب فاينما تولوا فثم وجه الله فقد حکی المزنی عن الشافعی رضی الله عنه انه قال فی هذه الاية يعنی والله اعلم فثم وجه الله الذی وجهکم الله اليه (کتاب الاسماء والصفات ص۲۲۶) وقال البيهقی عن مجاهد فی قوله عز وجل ان تقول نفس يحسرتا علی ما فرطت فی جنب الله يعنی ما ضيعت من امر الله (ص۲۲۶)

(۲) وقال ابن حزم فی حديث النزول - " وصح عن رسول الله صلی الله عليه وسلم انه اخبر ان الله ينزل کل ليلة اذا بقی ثلث الليل الی السماء الدنيا (قال ابو محمد) وهذا انما هو فعل يفعله الله فی سماء الدنيا من الفتح لقبول الدعاء وان تلك الساعة

مفصل بیان کیا ہے - اُس میں سے کچھ ہم نقل کرتے ہیں اور تھوڑا سا اور لوگوں سے بھی -

(۱) اینما تولوا فثم وجه الله اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ اپنے علم اور قبولیت سے اُس شخص کے ساتھ ہے جو اُس کی طرف متوجہ ہو۔

امام شافعی رح نے فرمایا ہے کہ ثم وجه الله سے مراد یہ ہے کہ جس جانب کو خدا نے تمہیں متوجہ کیا ہے

امام بیہقی نے مجاہد تابعی سے نقل کیا ہے کہ فی جنب اللہ کے معنے ہیں اللہ کے امر میں -

(۲) حافظ ابن حزم نے حدیث النزول میں کہا ہے :-

آں حضرت سے صحیح روایت پہونچی ہے کہ آپ نے فرمایا جب ثلث رات رہتی ہے تو خدا تعالیٰ پہلے آسمان کیطرف اُترتا ہے

اس حدیث کے متعلق امام ابو محمد نے کہا ہے کہ یہ ایک فعل از قسم قبولیت ہے جو خدا کرتا ہے اور وہ گھڑی

بل الی معان مناسبة لها فی العرف فیراد
ببسط الید الجود مثلا وبشرط ان لا یوهم
المخاطبین ایهاما صریحا انه فی اولات
البهیمیة" (حجة الله باب الایمان
بصفات الله تعالی صـ۶۲)

ایها الناظر! ان کان لك مسکة من علم الکلام او
ملکة من بلوغ المرام فتدبر عبارة حکیم
الامة کیف سلك مسلك التاویل وایّد
مذهب المتکلمین فی فهم المراد من الالفاظ
الدالة علی صفات الله عز وجل - فلله
دره حیث افاد واجاد -

فظهر بفضل الله مما ذکر ظهورا
تاما ان علماء السنة لا ینکرون التاویل
مطلقا بل هم راناز الله براهینهم
یمیزون الصحیح من الفاسد والراجح
من الکاسد کیف ولم یزل العلماء
من الصحابة یؤولون بعض ایات الصفات
والاحادیث الی یومنا هذا کما یشهد به
النقول الاتیة والله ولی الهدایة وقد
اطنب الامام الحافظ ابو محمد ابن حزم
الظاهری وکفی به قدوة فی کتاب الفصل
له والمحدث الحافظ ابوبکر البیهقی فی

بلکہ مناسب معانی مقصود ہوں مثلاً بسطِ ید
سے جود مراد ہے اور بشرطیکہ مخاطبین کو
اس وہم میں نہ ڈالے کہ وہ (خدا) صفت
بہیمیہ سے
آلودہ ہے"

ناظرین! اگر آپ کو علم کلام سے کچھ مس ہے یا مقصود حاصل
کرنے میں کچھ ملکہ ہے تو حضرت شاہ صاحب کی
عبارت کو سوچئے - ممدوح تاویل کے مسلک پر
کیسے چلے ہیں اور متکلمین نے جو الفاظ سے
خدا کی صفات کے معانی سمجھنے کا طریق بتایا ہے
اس کی کیسی تائید فرمائی ہے جزاہ اللہ

پس اس مذکور سے صاف معلوم ہوا - کہ
علماء سنت تاویل کا مطلق انکار نہیں کرتے بلکہ
وہ صحیح اور غیر صحیح میں اور کھرے اور کھوٹے میں تمیز
کرتے ہیں اور عہد صحابہ سے آجتک کے علماء
بعض آیات صفات اور احادیث کی تاویل
کرتے آئے ہیں چنانچہ آنیوالی نقول اس کی
شہادت دیتی ہیں - امام ابن حزم
ظاہری نے ملل و نحل
میں اور امام بیہقی نے
کتاب الاسماء
میں

ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم و
قوله تعالى ونحن اقرب اليه من حبل الوريد
و قوله تعالى ونحن اقرب اليه منكم و
لكن لا تبصرون (قال ابو محمد) وقد
تاول المسلمون في هذه الاية (اية الاستواء)
اربعا (والقول الرابع) في معنى الاستواء
هو ان معنى قوله تعالى على العرش استوى
انه فعل فعله في العرش وهو انتهاء خلقه
اليه فليس بعد العرش شيء ويبين ذلك
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر الجنان
وقال فاسألوا الله الفردوس الاعلى
فانه وسط الجنة وفوق ذلك عرش
الرحمن فصح انه ليس وراء العرش خلق
وانه نهاية جرم المخلوقات الذي ليس
خلفه خلاء ولا ملاء ومن انكر ان
يكون للعالم نهاية من المساحة
والزمان والمكان فقد لحق بقول
الدهرية وفارق الاسلام والاستواء
في اللغة يقع على الانتهاء قال الله
تعالى ولما بلغ اشده واستوى اتيناه
حكما وعلما (القصص) اي فلما
انتهى الى القوة والخير وقال تعالى
ثم استوى الى السماء وهي دخان

جہاں تم تین ہوتے ہو چوتھا میں ہوتا ہوں
اور فرمایا ہے کہ ہم انسان کے لئے اُس
کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں مگر
تم نہیں دیکھتے - امام ممدوح نے کہا کہ
مسلمانوں نے اس آیت استوا میں
چار تاویلیں کی ہیں اُن میں سے چوتھا
قول یہ ہے کہ اللہ نے عرش میں ایک فعل
کیا اور وہ انتہاء خلق ہے پس عرش
کے بعد کوئی شی نہیں اور اس بات کو
یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتوں کا ذکر
کر کے فرمایا اللہ سے جنت الفردوس
مانگا کرو - وہ جنت کا متوسط درجہ
ہے اُس سے اوپر عرش رحمن ہے -
پس ثابت ہوا کہ عرش کے پرے کوئی
مخلوق نہیں اور وہ مخلوقات میں انتہائی
چیز ہے جس کے پیچھے نہ خلا ہے نہ ملا -
اور جو کوئی عالم کی انتہا سے انکار کرے
وہ دہریت میں مل جائیگا اور اسلام کو
چھوڑ دیگا - اور استواء لغت میں انتہا پر
آیا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے لما بلغ
اشده واستوى خدا کا قول ہے
ثم استوى الى السماء

من مظان القبول والاجابة للمجتهدین
والمستغفرین والتائبین (ج۲ ص۱۰)
ثم - ثم ادعی صحة هذا التاویل استشهد
بالعقل والنقل ثم قال -
فهذه کله علی ما بینا من ان المجیئ
والاتیان یوم القیامة فعل یفعله
الله تعالی فی ذلک الیوم یسمی ذلک
الفعل مجیئا واتیانا وقد روینا
عن احمد بن حنبل رحمه الله انه قال
وجاء ربک انما معناه وجاء امر ربک
(ج۲ ص۱۴۳) وقال البیهقی -
وانما الاقتراب والاتیان المذکوران
فی الخبر فانما یعنی بهما اخبارا عن سرعة
الاجابة والمغفرة کما رویناه عن
قتادة (ص۲۱۰) وقال الشهید الدهلوی
فی العقبات -
(عقبه ۲۰) من التجلیات المتالیة
المشهودیة تجلی ینزل کل لیلة الی
السماء الدنیا، هو ظهور للتجلی الخ
(ذکر الاشارة فی التجلیات ص۸۵)
(۳) وقال الامام ابو محمد ابن حزم فی القول فی المکان
والاستواء - ذهبت المعتزلة الی ان الله
سبحانه وتعالی فی کل مکان واحتجوا بقول الله تعالی

دعا کی قبولیت کی ہوتی
ہے -
پھر اس تاویل کی صحت پر عقلی اور
نقلی دلائل لائے ہیں - پھر کہا :-
اللہ تعالی کا قیامت کے روز آنا وغیرہ
یہ بھی ایک فعل الٰہی ہے جس کا مجئی اور
اتیان نام رکھا جاتا ہے - اور امام احمد
بن حنبل سے ہم نے روایت کی ہے
کہ اللہ تعالی کا یہ قول جاء ربک
اس کے معنے یہ ہیں کہ تیرے رب کا
امر آئیگا : بیہقی نے کہا ہے :-
قرب اور آنا جو حدیث میں آئے ہیں
اُن سے مراد سرعت قبولیت ہے جیسا
ہم نے قتادہ سے روایت کی ہے -
اور شہید دہلوی نے عقبات میں
کہا ہے :-
خدا کا آسمان کی طرف اُترنا اُس کی تجلی
کا ظہور ہے -
امام ابن حزم نے مکان اور استواء
کے مسئلے میں کہا ہے :-
معتزلہ اس طرف گئے ہیں - کہ
اللہ تعالی ہر مکان میں ہے اور
دلیل لائے ہیں خدا کے اس قول کو کہ

ان كثيرا من متاخري اصحابنا ذهبوا الى ان الاستواء هو القهر والغلبة و معناه ان الرحمن غلب العرش وقهره و فائدته الاخبار عن قهره مملوكاته و انها لم تقهره وانما خص العرش بالذكر لانه اعظم المملوكات فنبه بالاعلى على الادنى قال والاستواء بمعنى القهر والغلبة شائع في اللغة كما يقال استوى فلان على الناحية اذا غلب اهلها و قال الشاعر في بشر بن مروان ؎

قد استوى بشر على العراق
من غير سيف ودم مهراق

يريد انه غلب اهله من غير محاربة قال وليس ذلك في الآية بمعنى الاستيلاء لان الاستيلاء غلبة مع توقع ضعف قال و مما يؤيد ما قلناه قوله عز وجل ثم استوى الى السماء وهي دخان والاستواء الى السماء هو القصد الى خلق السماء فلما جاز ان يكون القصد الى السماء استواء جاز ان . تكون القدرة على العرش استواء (ص ۲۹۳ كتاب الاسماء والصفات)

وقال شيخ الاسلام الحافظ ابن تيمية الحراني رحمه الله في المنهاج مانصه :-

ہمارے ہمخیال علماء میں سے بہت سے متاخرین کا یہ خیال ہے کہ استواء الٰہی سے قہر اور غلبہ مراد ہے اور اس کے معنے یہ ہیں کہ رحمٰن عرش پر غالب ہے اور اس بتانے کا نتیجہ یہ ہے کہ معلوم ہو سکے کہ اُسکا غلبہ سب ملوکات پر ہے اور اُس پر کوئی چیز غالب نہیں اور عرش کو اس لئے خاص کیا کہ وہ سب اشیاء سے بڑا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ کا ذکر کرکے ادنےٰ پر تنبیہ کی۔ استاد مذکور نے کہا کہ استواء معنے قہر اور غلبہ کے عام لغت عرب میں آیا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں زمین پر غالب آیا۔ پھر شعر مذکور لکھا۔

اور آیت میں استیلاء کے معنے صحیح نہیں۔ الخ

حافظ ابن تیمیہ نے منہاج میں کہا ہے کہ:-

اى ان خلقه و فعله انتهى الى السماء و بعد
ان رتب الارض على ما هى عليه و بالله
التوفيق و هذا هو الحق و به نقول لصحة
البرهان به و بطلان ما عداه (ص۲۵ ج۲)

و قد اطنب و اطال الحافظ المحدث ابوبكر البيهقى رح
فى مسئلة الاستواء و سرد اقوال السلف ثم قال -

"و الآثار عن السلف فى مثل هذا كثيرة و على
هذه الطريقة يدل مذهب الشافعى
رضى الله عنه و اليها ذهب احمد بن حنبل
والحسين بن الفضل البجلى و من المتأخرين
ابو سليمان الخطابى و ذهب ابو الحسن
على بن اسمعيل الاشعرى الى ان الله
تعالى جل ثناؤه فعل فى العرش فعلا سماه
استواء كما فعل فى غيره فعلا سماه رزقا او
نعمة او غيرها من افعاله ثم لم يكيف الاستواء
الا انه جعل من صفات الفعل لقوله ثم
استوى على العرش و ثم للتراخى و التراخى
انما يكون فى الافعال و افعال الله تعالى
توجد بلا مباشرة منه اياها و لا حركة (ص۴۱۲
كتاب الاسماء)

ثم قال الامام البيهقى رح بعد ذلك
باسطر ما نصه :-

"و فيما كتب الى الاستاذ ابو منصور بن ابى ايوب

یعنی اس کی خالقیت کا فعل آسمان تک
منتہی ہوا بعد اس کے کہ اس نے زمین کو
مناسب صورت پر بنایا۔ ہم بھی یہی کہتے
ہیں کیونکہ اس کی صحت ظاہر ہے"

اور امام بیہقی نے مسئلہ استواء میں بہت طوالت
سے کام لیا ہے اور سلف کے اقوال نقل کئے ہیں آخر میں
کہا ہے کہ :-

"سلف سے اس بارے میں اقوال بہت
ہیں اور امام شافعی کی روش بھی اس پر
دلالت کرتی ہے اور امام احمد بن حنبل اور
حسین بن فضل بجلی اور ابو سلیمان خطابی
اور ابو الحسن اشعری نے بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے عرش میں ایک فعل کیا ہے جس کا نام استواء
رکھا ہے جیسا اور فعلوں کا نام رزق اور نعمت
وغیرہ رکھا ہے اور خدائے تعالیٰ نے استواء
کی کیفیت بیان نہیں کی سوائے اس کے
کہ اس کو فعل کی صفتوں میں سے قرار دیا ہے
آنا ہی فرمایا ہے ثم استوی علی العرش -
ثم تراخی کے لئے ہے اور تراخی (فاصلہ) افعال
میں ہوتی ہے اور افعال الٰہی بلا مباشرت اور
بلا حرکت پائے جاتے ہیں"

پھر اس کے بعد امام بیہقی نے کہا ہے کہ :-

استاد ابو منصور نے میری طرف لکھا کہ

والثانی قول ائمة اهل الحديث وجمهورهم
کابن المبارك وحماد بن زيد والاوزاعی و
البخاری وحرب الکرمانی وابن خزيمة و
يحيى بن عمار السجستانی وعثمان بن
سعيد الدارمی وابن حامد وابی بکر
عبد العزيز وابی عبد الله بن منده و
اسمعيل الانصاری وغيرهم (ص ۶۱ ج ۲)

تنبيه | لعلك تفطنت مما نقلنا
ان منشاء الاختلاف فی مسئلة الاستواء
ان الاستواء علی العرش هل هو من جنس
صفة الذات او من صفة الفعل -
فالمفوضون حسبوه من صفة الذات
فوکلوا الكيفية الى علم الله مثل قولهم
فی سائر صفات الذات والذين اولوا
وعينوا المراد به جعلوه من صفة الفعل
وحجتهم ان العرش عند الفريقين مخلوق
محدث کائن بعد ان لم يكن فالاستواء
عليه لا يكون من صفات الذات وهذا
لا يحتاج الى البيان وان الله ذكر الاستواء
بحرف ثم وهی للتراخی والتراخی انما
يكون فی الافعال فالاستواء من صفات
الفعل وهذا الطريق قد جعله شيخ الاسلام
طريق بعض ائمة اهل السنة كما توضح عبارته

دوسرا قول جمہور ائمہ اہل حدیث جیسے
ابن المبارک حماد بن زید۔ اوزاعی
امام بخاری۔ حرب کرمانی ابن خزیمہ
یحیی بن عمار سجستانی۔ عثمان بن سعید
دارمی۔ ابن حامد۔ ابو بکر عبد العزیز
ابو عبد اللہ بن مندہ اور اسمعیل انصاری
وغیرہم کا ہے +

نوٹ | شاید تو ہماری منقولہ عبارات
سے سمجھ گیا ہوگا کہ اختلاف یہاں سے پیدا ہوا ہے کہ
استوی علی العرش یہ فعل صفت ذات کی
قسم سے ہے یا صفت فعل ہے -
مفوضین نے اس کو صفت ذات سے
سمجھا تو کیفیت کو اللہ کے سپرد کر دیا جیسے وہ
باقی صفات میں کرتے ہیں اور جو تاویل کر کے
مراد معین کرتے ہیں وہ اسکو فعل کی صفت
سے قرار دیتے ہیں اُن کی دلیل یہ ہے ۔ کہ
عرش بالاتفاق مخلوق ہے پہلے معدوم تھا
پھر موجود ہوا پس اُس پر خدا کا مستوی ہونا
ذاتی صفات سے نہیں ہو سکتا اور یہ محتاج
بیان نہیں نیز خدا نے اسکا ذکر ثم کے حرف سے کیا ہے
اور وہ ڈھیل کیلئے ہوتا ہے اور ڈھیل افعال میں ہوتی ہے
پس استوا فعل کی صفات سے ہے اس طریق کو شیخ الاسلام نے
بعض ائمہ اہل سنت کا طریق بتایا ہے

"ثم ان جمهور اهل السنة يقولون انه
ينزل ولا يخلو منه العرش كما نقل
مثل ذلك عن اسحق بن راهويه و
حماد بن زيد وغيرهما ونقلوه عن
احمد بن حنبل في رسالته[1] ابي مدد
وهم متفقون على ان الله ليس كمثله
شئ وانه لا يعلم كيف ينزل ولا
تمثل صفاته بصفات خلقه وقد
تنازعوا في النزول هل هو فعل
منفصل عن الرب في المخلوق او فعل
يقوم به على قولين معروفين لاهل
السنة من اصحاب مالك والشافعي
وابي حنيفة وغيرهم من اهل الحديث
والتصوف وكذلك تنازعهم في
الاستواء على العرش هل هو بفعل
منفصل عنه يفعله بالعرش كتقريبه
اليه او فعل يقوم بذاته على قولين
والاول قول ابن كلاب والاشعري و
القاضي ابي يعلى وابي الحسن التميمي واهل بيته
وابي سليمان الخطابي وابي بكر البيهقي
وابن الزاغوني وابن عقيل وغيرهم
ممن يقول ان الله لا يقوم بذاته ما
يتعلق بمشيته وقدرته

جمہور اہل سنت کہتے ہیں کہ خدا اترتا ہے
اور عرش خالی نہیں ہوتا - چنانچہ یہ نقل
ہوا ہے اسحق اور حماد وغیرہ سے
اور اس کو احمد بن حنبل نے اپنے رسالہ
میں لکھا ہے اور وہ سب کے
سب اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ جیسی
کوئی چیز نہیں اور وہ کیسے اترتا ہے
یہ معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی صفات
کی مثال مخلوق کی صفات کے ساتھ
نہیں دے سکتے اور علماء کا اس میں
اختلاف ہے کہ خدا کا نزول خدا سے
منفصل فعل ہے یا کوئی ایسا فعل ہے جو
اسی کے ساتھ ہے - امام مالک کے
شاگردوں میں شافعی اور ابو حنیفہ وغیرہ
اہل الحدیث اور اہل التصوف کے دو
قول ہیں - اسی طرح مسئلہ استواء علی العرش
میں بھی انکا اختلاف ہے کہ وہ استواء
فعل منفصل کے ساتھ ہے یا وہ
اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے
اس میں بھی دو قول ہیں اول ابن کلاب
امام اشعری قاضی ابو یعلی ابو الحسن
ابو سلیمان خطابی ابو بکر بیہقی ابن الزاغونی
ابن عقیل وغیرہ کا ہے

[1] قال مصحح النسخة المصرية قوله ابي مدد كذا في الاصل وليحرر ۱۲ منه

كما قال تعالى الم يعلموا ان الله يعلم سرهم
ونجوٰهم وان الله علام الغيوب وقال تعالى
ام يحسبون انا لا نسمع سرهم ونجوٰهم
بلى ورسلنا لديهم يكتبون ولهذا حكى غير واحد
الاجماع على ان المراد بهذه الاية
معية علمه تعالى ولا شك فى ارادة ذلك
ولكن وسمعه ايضا مع علمه بهم وبصره
نافذ فيهم فهو سبحانه وتعالى مطلع
على خلقه لا يغيب عنه من امورهم شئ
(جلد ۹ صـ ۲۱۳)

وقال الامام البغوى فى تفسير الاية الا رابعهم -
بالعلم - وقال فى سورة الواقعة ونحن اقرب
اليه منكم بالعلم والقدرة والرؤية - وقال
فى سورة ق ونحن اقرب اليه اعلم به - البغوى
وابن كثير محدثان معظمان من اصحاب العلم و
الفهم وانت خبير بان التاويل لو كان فاسدا
مطلقا ما اول ائمة السنة ايات المعية بالعلم
والقدرة والاحاطة والجزئى لا بد له ان
يكون مندرجا تحت كلى يشمله وغيره ذهنا او
خارجا مفهوما او عينا كيفما كان - وقال
حامل لواء التوحيد فى الهند الشهيد الدهلوى
نعم له نوع اخر من القرب وهو القرب بالتجليات
فيوصف بحسب ذلك بانه على العرش

یعنی آیات معیت ھو معکم وغیرہ
میں گویا اجماع اس پر
ھے کہ اس سے
مراد معیت
علمی ھے اور
خدا اپنی
مخلوق کے
حال پر
مطلع
ھے

امام بغوی نے سورہ واقعہ کی تفسیر میں کہا کہ
کہ خدا اپنے علم اور قدرت اور رویت
کے ساتھ قریب تر ھے - الخ بغوی اور
ابن کثیر بڑے محدث ہیں تاویل اگر
ناجائز ہوتی تو یہ ائمہ سنت آیات معیت کی
تاویل علم اور قدرت اور احاطہ کے ساتھ نہ کرتے
کسی جزئی کے لئے ضروری
ھے کہ کلی کے ماتحت ہو -
جس کو وہ شامل ہو - اور
مولانا اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ
نے فرمایا ہے کہ خدا کے قرب میں سے
اسکا ایک قرب بالتجلی بھی ھے اسی کے
مطابق اس کی صفت کی جاتی ہے کہ وہ عرش پر ھے

وان كان مختاره طريق التفويض فكيف تظن بالذين جعلوه من صفة الفعل فاولوا انهم اهل البدع والحال ان منهم الامام ابا سليمان الخطابي ؒ والامام ابابكر البيهقي ؒ وهما محدثان كبيران واما مان جليلان لا يسئل عن مثلهما ولا ينكر سعة علمهما ولا صحة فهمهما وسلامة عقيدتهما ورعايتهما للسنة واجتنابهما عن البدعة - وكفاك في جواز مسلك التاويل الصحيح ان علماء اهل السنة قد اجتمعت وكادوا ان يجتمعوا على ان المراد من المعية في ايات المعية انما هو العلم والقدرة والعون والنصرة قال الحافظ ابن كثير ؒ في تفسيره :-

" قال تعالى مخبرا عن احاطة علمه بخلقه و اطلاعه عليهم وسماعه كلامهم و رؤيته مكانهم حيث كانوا واين كانوا فقال تعالى "الم تر ان الله يعلم ما في السموت وما في الارض ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم ولا خمسة الا هو سادسهم ولا ادنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم اينما كانوا اي مطلع عليهم يسمع كلامهم وسرهم ونجواهم ورسله ايضا مع ذلك تكتب ما يتناجون به مع علم الله به وسمعه له

اگرچہ اُسکا اپنا مسلک تفویض ہے پھر جن لوگوں نے اس کو فعل کی صفت سے بتاکر تاویل کی ہو وہ اہل بدعت کیوں ہونگے حالانکہ اُنہی میں امام خطابی اور امام بیہقی ہیں اور یہ دونوں بڑے محدث اور امام ہیں انکی مثال نہیں ملتی اور انکی وسعت علمی اور فہم کی صحت اور عقیدے کی سلامتی اور لحاظ سنت اور اجتناب از بدعت کا انکار نہیں ہو سکتا اور تاویل کے جواز کے لئے یہی کافی ہے کہ امت مسلمہ قریباً سب مجتمع ہے اس بات پر کہ آیات معیت میں اللہ تعالیٰ کا علم۔ قدرت - مدد اور نصرت مراد ہے -

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ :-

خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ اپنے علمی احاطہ اور اُن کے کلام سننے اور دیکھنے کی خبر دیتا ہے کہ وہ جہاں ہوں جانتا ہے - نجوی ثلثة و خمسة کی صورت میں وہ ساتھ ہوتا ہے یعنی وہ اُن کی باتیں سنتا ہے اور اُنکی بھید جانتا ہے باوجود اس کے جو کچھ یہ لوگ کانا پھوسی کرتے ہیں اُسکے رسول فرشتے سب کچھ لکھتے ہیں - اور اللہ تعالیٰ بھی سب جانتا سنتا ہے

الحمل طریقۃ الخلف للتاویل فیؤلون الاستواء
بالاستیلاء ای التمکن والتصرف بطریق الاختیار
حاشیہ علی الجلالین (سورۃ اعراف) وقال الامام
الرازی:- قال القفال العرش فی کلامہم ہو السریر
الذی یجلس علیہ الملوک ثم جعل نیل العرش کنایۃ
عن نفس الملک یقال ثل عرشہ ای انتقض ملکہ و
اذا استقام ملکہ واطرد امرہ ونفذ حکمہ قالوا
استوی عرشہ واستوی علی سریرہ ہذا ما قالہ
القفال والذی قالہ القفال حق وصواب (تفسیر
للرازی منقول فی الخازن (الاعراف) وقال صاحب السراج
المنیر:- استواء یلیق بہ ثم لم تعمد واشتقہ وہو انہ تعالی
المنفرد فی تدبیر ما حولہ بنفسہ لا شریک لہ ولا نائب فیہ
لا وزیر (السراج) وقال العارف الشعرانی بعد ذکر آیات الاستواء
المعنی فی ہذہ الآیات کلہا ثم استوی الخلق علی العرش ای
استتم خلقہ بالعرش فما خلق بعد العرش شیئا (الیواقیت
والجواہر جلد اول ص ۹۲)

فالقول الفصل ان الرجل المسئول عنہ مؤمن من اہل السنۃ
لا یصیر بمجرد التاویل من اہل الکفر ولا من اہل البدعۃ
فمن کفرہ او بدعہ فقد اخطأ عفا اللہ عنا وعنہ وعن
سائر المسلمین ووفقنا لنصح المؤمنین واللہ ولی
الہدایۃ ومنہ البدایۃ والیہ النہایۃ وصلی اللہ علی حبیبہ
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین غرۃ دمشیۃ بشہر رجب سنہ ۱۳۴۵

المجیب

انا العبد الاثیم محمد ابراہیم میر سیالکوٹی الہندی

حاشیہ جلالین میں تاویل کرنے کو
متاخرین کا مسلک لکھا ہے۔ امام رازی
نے امام قفال کا قول نقل کیا ہے کہ استوٰی
سے خدا کی حکمرانی مراد ہے۔ اس کو
نقل کرکے امام رازی نے کہا ہے کہ قفال
کا یہ قول حق ہے اور صواب۔

تفسیر سراج منیر میں لکھا ہے کہ استواء
سے مراد تدبیر ملک ہے۔ یعنی خدا آپ
ہی حاکم ہے اس کا کوئی وزیر یا نائب نہیں۔

امام شعرانی کا قول ہے استوٰی علی
العرش سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کا فعل خلق
عرش پر ختم ہوا۔ یعنی اس نے عرش کے
بعد کوئی چیز نہیں پیدا کی

پس قول فیصل یہ ہے کہ شخص مذکور
جس کی بابت سوال ہے وہ **مؤمن** ہے
اور **اہل سنت** ہے۔ محض تاویل کی
وجہ سے نہ کافر ہے نہ بدعتی ہے
جس نے اس کو کافر یا بدعتی
کہا ہے غلطی کی ہے خدا
ہمیں اور اسے
معاف
فرما دے
آمین۔

وبانہ یحول بین المرء ونفسہ وبانہ بین المصلی
وقبلتہ ۔ عبقات ص۳ عقیبہ (۲) فلاح لک
واتضح مثل ضوء النھار مما نقلنا ان التاویل
الصحیح مسلک سلکھا اھل العلم من اصحاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین لھم باحسان
ومن بعدھم فھل یجترء احد ان یکفر او یبدع
مثل ھؤلاء الاعلام فواللہ الذی تقوم السماء
باذنہ ۔لا۔ فلا یکفر او یبدع احد بمجرد التاویل
والمتکلمون اختاروا مسلک التاویل لصیانۃ
الدین من الطعن لا لفساد العقیدۃ کما توھم۔
قال حجۃ الاسلام ابو حامد الغزالی رحمہ اللہ
الاصل لنا من العلم بانہ تعالی مستو علی عرشہ
بالمعنی الذی اراد اللہ بالاستواء ولیس ذلک
الا بالقھر والغلبۃ کما قال الشاعر ؎
قد استوی بشر علی العراق ٭ من غیر سیف ودم مھراق
(احیاء العلوم جلد ا ص ھندی) وقال الشیخ
ابن الھمام ۔ اما کون المراد بھا ای استواءہ
استیلاءہ علی العرش کما جری علیہ بعض
الخلف وقد انتصر حجۃ الاسلام (الغزالی) فی
ھذا الاصل فامر جائز الادارۃ المسایرۃ ص۳۰)
قال المفسر البیضاوی :۔ استوی امرہ او استولی
(شعور اعراف) قال الشیخ عمر النسفی صاحب التفسیر
المدارک استوی استولی (اعراف) قال سلیمان

اور وہ انسان کے دل میں حائل ہو جاتا ہے
اور وہ نمازی اور قبلہ کے درمیان میں ہوتا ہے"
پس ہمارے بیان سے نصف النہار کی طرح
روشن ہوگیا کہ تاویل کے مسلک پر قدیم الایام
سے صحابہ تابعین اور اُن کے بعد والے اہل علم
چلتے رہے ہیں۔ پھر کیا کسی کو جرئت ہے
کہ مجرد تاویل سے کافر یا بدعتی
کہے حالانکہ متکلمین نے تاویل کا مسلک
دین کی حفاظت کے لئے اختیار کیا ہے
نہ فساد عقیدہ کی وجہ سے جیسا کہ وہم کیا گیا ہے
امام غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا
ہے کہ اللہ تعالی کے عرش پر مستوی ہونے
سے اُسکا قہر اور غلبہ مراد ہے
جیسا عربی کا شعر ہے۔ شیخ
ابن الہمام نے کہا ہے امام
غزالی نے جو کہا ہے جائز
کہا ہے۔ مفسر بیضاوی
نے بھی استوی کے معنے
کئے ہیں کہ۔ اللہ
کا امر غالب
ہے شیخ
سلیمان
نے

غیر انہ لیس من الاصول التی یکفر جاحدہا، او ینخلع عن الاسلام منکرہا۔ فان الاشعریۃ والماتریدیۃ وغیرھم من فرق اھل السنۃ قد فسروا ھذہ الآیۃ وغیرھا من آیات الصفات علی طریق غیر ھذا الطریق، وھم مسلمون مومنون باتفاق اھل العلم، وقد ذھب الیہ بعض الظاھریۃ وبعض اھل الحدیث من ما رسوا الکلام والدلائل فما ع عن حوزۃ الاسلام

(۵) حضرۃ الاستاد مولانا شرف الدین شیخ الحدیث فی الدھلی زاد مجدہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد فاعلم یا اخی ان الطریق الاسلم فی صفات اللہ تعالی مسلک جمہور السلف الصالح وھو ان یؤمن بھا کما جاءت من غیر تاویل ولا تشبیہ ولا تعطیل ولا تکییف وھو اللہ تعالی فی ذاتہ وصفاتہ کما قال لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر ھذا ھو مذھبی ومع ھذا من تاول شیئا من ذلک للضرورۃ بتاویل یلیق بشانہ تعالی سائغ فی لسان العرب القح خصوصا لسان زمان نزول الوحی ومھبطہ وموافق لعادۃ صاحب الشرع ولا یکون مخالفا صریحا للنصوص فلا نکفرہ ولا نبدعہ حاشا وکلا کیف وقد تاول بالشرط المذکورۃ بعض السلف الصالح وکثیر من الخلف من المتکلمین وغیرھم کما حققہ المجیب سلمہ اللہ تعالی وقال الامام النووی فی شرح صحیح مسلم تحت حدیث ینزل ربنا تبارک وتعالی کل لیلۃ الی السماء الدنیا الخ ھذا الحدیث من احادیث الصفات وفیہ مذھبان مشھوران للعلماء سبق ایضاحہما فی کتاب الایمان ومختصرھما ان احدھما وھو مذھب جمہور السلف وبعض المتکلمین انہ یؤمن بانھا حق علی ما یلیق باللہ تعالی وان ظاھرھا المتعارف فی حقنا غیر مراد ولا یتکلم فی تاویلھا مع اعتقاد تنزیہ اللہ تعالی عن صفات المخلوق وعن الانتقال والحرکات وسائر سمات الخلق والثانی مذھب اکثر المتکلمین وجماعات من السلف وھو محکی عن مالک والاوزاعی انہا تتاول علی ما یلیق بھا بحسب مواطنھا فعلی ھذا تاولوا ھذا الحدیث تاویلین احدھما تاویل مالک بن انس وغیرہ معناہ تنزل رحمتہ وامرہ او ملئکتہ کما یقال فعل السلطان کذا اذا فعلہ اتباعہ بامرہ والثانی انہ علی

تصحیحات علماء اہل الحدیث الہندیہ

علیٰ ہٰذا الفتویٰ

(۲) حضرۃ الشیخ مولانا عبدالرحمن شیخ الحدیث شارح سنن الترمذی المبارکفوری زاد مجدہٗ

ھوالموفق ان کان تاویل ذالک الرجل المسئول عنہ سائغا فی لسان العرب و لہ وجہ فی العلم فلا شک ان ذالک الرجل المسئول عنہ من اہل السنۃ ولیس من اہل الکفر ولا من اہل البدعۃ ھٰذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) حضرت الاستاد مولانا ابوطاہر شیخ الحدیث فی مدرسۃ اہل الحدیث بلدۃ دربھنگہ زاد مجدہٗ

ھٰذا الجواب بالصدق والصواب - عند ذوی العلم واولی الالباب لیس بمخالف السنۃ والکتاب - لا ینکرہ الا المبطل المرتاب - ودونہ طنین الذباب ونعیق الغراب - واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فی کل باب۔

(۴) حضرۃ الفاضل مولانا السید سلیمان الندوی مدیر مجلۃ المعارف اعظم گڈھ زاد مجدہٗ

لقد اصبتم فیما اجبتم ، والذی یدعوا الناس الی تشدید القول فی من خالفھم فی ھٰذا الامر قول امام دارالھجرۃ مالک بن انس رضی اللہ عنہ فی من سألہ عن الاستواء فاجابہ بما ھو مشہور ، وقد تلقاہ اہل الحدیث بالقبول وجعلوا اصلا من اصول التوحید[۱]

---

[۱] وقد قال الامام نفسہ ما من احد الا وھو ماخوذ فی کلامہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای لیس قول احد من الامۃ حجۃ شرعیۃ کما ھو مذھب اہل الحدیث - مع ھٰذا انا اعتقدہ صحیحا کما بنیت فی آخر ھٰذا الکتاب فانظر ھناک (مؤلف)

[۱] ان تصحیحات کا مضمون مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے الفاظ میں بصورت (۲) ، بلکہ خلاصہ ان سب کا یہ ہے کہ مولانا ابراہیم صاحب مجیب اول کا فتویٰ صحیح ہے۔ (مؤلف)

بدیوانکم لا تضلوا قالوا وما دیواننا قال شعر الجاهلیة فان فیه تفسیر کتابکم ومعانی کلامکم (البیضاوی والکشاف) وقال مفسر القرآن عبد الله بن عباس رض اذا خفی علیکم شیٔ من القرآن فابتغوه فی الشعر فانه دیوان العرب (کتاب الاسماء والصفات للبیهقی وفتح الباری للعسقلانی والاتقان للسیوطی) فاذا ابتغینا معنی الاستواء فی اشعار العرب وجدناه القهر والغلبة - قال الشاعر ؎

فلما علونا واستوینا علیهم ∴ جعلناهم صرعی لنسر وطائر (شرح مواقف)

فلا ینکر هذا من له ادنی المام بکلام العرب کما قال المحدث الوحید ابن دقیق العید اذا کان التاویل قریبا من لسان العرب لم ینکر (اتقان) فمعنی الاستواء معلوم وهو التاویل التفسیر الذی یعلمه الراسخون فی العلم کما قاله شیخ الاسلام فی شرح حدیث النزول ص ۱۳ فلا یکفر احد بمجرد التاویل اذ هو ما نورعن السلف وکفی بهم والله اعلم بالصواب ❖

(۷) حضرة الاستاد مولانا عبد الوهاب صدر المدرسین فی مدرسۃ اهل الحدیث دار السلام ببلدۃ عمرآباد - مدراس

اقول نعم الجواب فی هذا الباب ما افاده اللبیب اللوذعی العالم الیلمعی الفاضل الزعیم مولانا المولوی محمد ابراهیم السیالکوتی ثم اقول الرجل المسئول عنه بمجرد تاویله آیة الاستواء وغیرها من آیات الصفات لا یخرج من اهل السنة فضلا ان یخرج من اهل الاسلام کیف وهو لتنزیه ذاته تعالی وصفاته عن الحوادثات سلک مسلک المتکلمین الذین بالغوا وبذلوا جهدهم فی التنزیه والتقدیس منهم الامام فخر الدین الرازی و حجة الاسلام الامام الغزالی والقاضی البیضاوی وغیرهم من الاعلام وهل هم الا هداة الاسلام والائمة الاعلام لا یسئل عن فضلهم وغزارة علمهم وسلاسة عقیدتهم وفی هذا الزمان کل مغترف من بحار فضلهم ومقتبس من انوار علمهم فهؤلاء الفحول کتبهم مشحونة و اسفارهم مملوة بامثال هذا التاویل فکیف یکفر الرجل المسئول عنه او یبدع بل عندی هو ماجور فی سعیه وحسن نیته والله اعلم

بالصواب

الاستعارة ومعناه الاقبال على الداعين بالاجابة واللطف والله اعلم ص۲۵۰ ج ۱

وایضا قال اعلم ان لاهل العلم فی احادیث الصفات وآیات الصفات قولین احدهما وهو مذهب معظم السلف او کلهم انه لا یتکلم فی معناها بل یقولون یجب علینا ان نؤمن بها ونعتقد لها معنى یلیق بجلال الله تعالى مع اعتقادنا الجازم ان الله تعالى لیس کمثله شیء وانه منزه عن التجسیم والانتقال والتحیز فی جهة وعن سائر صفات المخلوق وهذا القول هو مذهب جماعة من المتکلمین واختاره جماعة من محققیهم وهو اسلم والقول الثانی وهو مذهب معظم المتکلمین انها تتاول على ما یلیق بها على حسب مواقعها وانما یسوغ تاویلها لمن کان من اهله ان یکون عارفا بلسان العرب وقواعد الاصول والفروع ذا ریاضة فی العلم انتهى ص۳۱۸ ج ۱ وقال الحافظ فی الفتح تحت قول مجاهد فی صحیح البخاری استوى على العرش علا على العرش - قال بعض اهل السنة معناه ارتفع وبعضهم معناه علا وبعضهم معناه الملك والقدرة ومنها استوت له الممالك یقال لمن اطاعه اهل البلاد وقیل معنى الاستواء التمام والفراغ من فعل الشیء ومنه قوله تعالى ولما بلغ اشده واستوى فعلى هذا معنى استوى على العرش اتم الخلق وخص لفظ العرش لکونه اعظم الاشیاء وقیل ان على فی قوله على العرش بمعنى الى فالمراد على هذا انتهى الى العرش ای فیما یتعلق بالعرش لانه خلق الاشیاء بعد شیء انتهى فتح الباری المطبوع فی المطبع الانصاری دهلی ص۳۳۱ پ -

وایضا قال الحافظ نقلا عن الغیر لم ینقل عن النبی صلی الله علیه وسلم ولا عن احد من اصحابه من طریق صحیح التصریح بوجوب تاویل شیء من ذلك ولا المنع من ذکره الى آخر ما نقل المجیب سلمه الله تعالى فتح الباری ص۴۲۶ ج ۲

فالحاصل ان الرجل المسئول عنه الموحد المتبع للسنة مؤمن من اهل السنة لا یصیر بمجرد التاویل بالشروط المذکورة من اهل الکفر ولا من اهل البدعة من کفره او بدعه فقد اخطأ کما قال المجیب سلمه الله تعالى هذا ما عندی والله اعلم وعلمه اتم واحکم۔

(۶) حضرة الفاضل محمد ابی القاسم شیخ الحدیث البنارسی دام مجده

ما کتب الفاضل المجیب فهو صحیح بلا ریب اما ترى الى قول عمر رضی الله عنه قال علیکم

خدا جزائے خیر دے مفتی صاحب کو جنہوں نے ہر دو جانب یعنی مئولین اور غیر مئولین کے دلائل بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کر کے ایسے معرکۃ الآراء مسئلے کو حل کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ استواء علی العرش اور دیگر صفات باری تعالیٰ کے مئولین کو بدعتی یا ملحد کہنے والے حضرات ضلالت وجہالت اور تعصب وخود پسندی سے خالی نہیں ہیں۔ خدا ایسے کور چشموں کو چشم بصیرت عطا فرمائے تاکہ انصاف کی نظر سے دیکھکر ہر کس وناکس کو بے محل کافر اور ملحد کہنے سے باز آجائیں۔ آمین

(۱۲) جناب الاستاد شیخ العلوم مولانا محمد منیر خان البنارسی و (۱۳) جناب مولانا محمد نذیر الدین البنارسی (۱۴) وجناب المولوی محمد عبدالمتین البنارسی (۱۵) وجناب المولوی محمود ابی مسعود البنارسی (۱۶) وجناب الاستاد المولوی عبدالمجید المدرس البنارسی زاد مجدہم

اصاب من اجاب +

(۱۷) حضرت الاستاد مولانا محمد احمد صدر المدرسین (۱۸) المولوی محمد احمد ناظم المدرسۃ (۱۹) المولوی محمد عبداللہ المدرس (۲۰) المولوی ابوالمرتضیٰ محمد عصمت اللہ المدرس (۲۱) المولوی عبدالرحمن (۲۲) المولوی محمد عبدالعلی المدرسین فی مدرسۃ اہلحدیث ببلدۃ مئو ضلع اعظم گڈھ زاد مجدہم

الجواب صحیح والمجیب نجیح

(۲۳) جناب المولوی ابی سعید محمد محی الدین البنجالی المقیم دلاوار ضلع میمن سنگھ زاد مجدہ

لا شک ان التفویض اولی من التاویل لکن المئول لیس بکافر ولا مبتدع

(۲۴) جناب المولوی ابی النفس محمد فخر الحسن فیض ابادی (۲۵) جناب المولوی محمد انوار الحسن گیاوی (۲۶) جناب المولوی احمد رحیم ملا مدرس مدرسہ محمدیہ چھپرہ (۲۷) جناب المولوی محمد عنایت احمد مدرس

(۸) جناب الفاضل حافظ القرآن السيد محمد اسمٰعيل التوكلى المقيم فى بلدة سورت

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى - اقول وبالله التوفيق ذلك الرجل المسئول عنه عندى مؤمن صادق الايمان لا كافر ولا مبتدع وكيف يصير كافرا او مبتدعا بمجرد التاويل والحال انه ليس هو اول من قال بمثل هذا القول بل قال قبل هذا الرجل بمثل ما قال جم غفير من العلماء الذين نستدل باقوالهم عند الشدائد و فى المضائق كالرازى والغزالى وابن دقيق العيد وابن حجر علامة عسقلانى وامثالهم - فما رأيت احدا من السلف انه كفر احدا من المذكورين او نسباه الى الفسق والبدعة فشان هذا المسئول عنه وشانهم عندى سواء - فمن تعجل فى تفسيقه او تبديعه فقد قصد الشطط - ولكن اقول من غير محاباة ولا مبالات ان طريقتى وطريقة السلف التفويض وهو عندى الاحسن والاسلم ؛

(۹) جناب الاستاد مولانا الحافظ محمد اسلم الجيراجى استاد الجامعة الملية ببلدة دهلى زاد مجدهٗ

تفسير آية الاستواء وغيرها من آيات الصفات سواء كان على طريق المتكلمين ام غيرهم من علماء الامة وحكمائها اذا كان مطابقا لاصول العربية وقواعد اللغة غير معارض لنصوص الكتاب والسنة ولا ابتغاءً للفتنة فلا مشاحة فيه ومثل هذا المأول لا يكفر ولا يخرج من الاسلام واهله وان كان مسلك التفويض فيها عندى احوط لانها من المتشابهات ؛

(۱۰) جناب الاستاد مولانا خواجه عبد الحىّ شيخ التفسير فى الجامعة الملية ببلدة دهلى زاد مجدهٗ

الرجل المسئول عنه مؤمن، وبمجرد التاويل لا يخرج من اهل السنة ؛

(۱۱) جناب مولانا عبد التواب الغزنوى واعظ الحديث من بلدة على گڈھ

میں نے فتویٰ استواء علی العرش کو اول سے آخر تک دیکھا۔ فتوے صحیح اور مفتی نجیح ہے

امر ویسا ہی ہے جیسا اس فتویٰ میں درج کیا گیا ہے۔ اگرچہ عاجز مفوضین علماء غفاء میں سے ہے بلا شک وشبہ الرجل المسئول عنہ مؤمن اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ہے سرقتا ویل سے نہ کافر ہوتا ہے نہ اہل بدعۃ میں شمار بلکہ کافر کہنے والا خلاف حدیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کرتا ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الٰہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام بعمل الحدیث رواہ ابوداؤد اگر مؤلین کو کافر بدعتی کا فتویٰ لگایا جاوے تو محدثین ومفسرین مذکورین دتوے بالا پر العیاذ باللہ لگانا پڑیگا اور ایسا فتوےٰ خلاف عقل ونقل بلکہ اعلےٰ درجہ کی دلیری فی الدین ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ ایسی دلیری سے بچاوے۔ آمین ثم آمین۔

(۴۱) حضرۃ الاستاد مولانا ابو صالح محمد غضنفر حسین المتخلص بالشاکر (۴۲) ومولانا محمد عثمان المدرس (۴۳) ومولانا محمد عبد اللہ الملقب بالشریف المدرسان بمدرسہ دار السلام (مدراس) زاد مجدہم

الجواب صواب

(۴۴) حضرۃ مولانا علی اصغر (۴۵) ومولانا عبد الظاہر (۴۶) ومولانا عبد الصمد اساتذہ مدرسہ رحمانیہ زاد مجدہم

صح الجواب

(۴۷) حضرۃ الاستاد مولوی عبد اللہ شیخ الحدیث قریہ کھیپانوالی فیروز پور

الرجل المسئول عنہ مؤمن بلا شک ومریۃ

(۴۸) جناب المولوی محمد ایضاً (۴۹) جناب المولوی احمد حبیب شاہ الندوی الفلواروی خلف مولانا عین الحق رحمہ اللہ

لقد اصاب من اجاب

(۵۰) المولوی عبد الرشید جلال آبادی (۵۱) المولوی ابو محمد عبد الغنی قریہ بڈھی مال فیروز پور (۵۲) جناب الاستاد القاضی ابی عبید اللہ احمد القریشی السیالکوٹی زاد مجدہم اصاب من اجاب

مدرسۃ قرءۃ القرآن کانپور (۲۸) جناب المولوی نور محمد پرتاب گڈھی (۲۹) جناب المولوی عبدالرحمن واعظ اہلحدیث (۳۰) جناب المولوی محمد انصاری دیوریا (۳۱) جناب المولوی الحکیم محمد لیبین خاں (۳۲) جناب المولوی احمد خان البنارسی (۳۳) جناب المولوی محمد بشیر الدین بنگالی زاد مجدہم

صح الجواب

(۳۴) جناب المولوی ابی نعمان عبدالرحمن مدرس مدرسہ عالیہ بلدۃ مئو زاد مجدہ

انی رایت ھذا من اولہ الی اخرہ فوجدتہ محققا شافیا کافیا۔

(۳۵) جناب المولوی ابی القاسم القدسی لموئی زاد مجدہ۔

التفویض اسلم والتاویل احکم والمسئول عنہ مسلم +

(۳۶) جناب الفاضل محمد فضل الرحمن الباقی الغازیفوری المدرس بدار الحدیث کلکتہ (۳۷) جناب الاستاد محمد اسحق المدرس بدار الھدی کلکتہ (۳۸) جناب الاستاذ محمد یحیی المدرس بمدرسہ عالیہ کلکتہ زاد مجدہم

صح الجواب

(۳۹) حضرۃ الاستاد مولانا اصحاب الدین المدرس بمدرسہ سلفیہ امرتسر زاد مجدہ

اما بعد فقد طالعت جواب المجیب سلمہ اللہ فرئیتہ صحیحا حقیقا بالقبول وان کان قول المفوضین فی ایات الصفات احسن واسلم

(۴۰) جناب الاستاد مولانا محمد حسین المدرس بمدرسہ سلفیہ ببلدۃ امرتسر زاد مجدہ

عاجز نے فاضل سیالکوٹی مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب کا فتوے در بارہ تاویل صفات باری تعالی اول سے آخر تک امعان نظر سے دیکھا فتوے کیا تھا۔ ایک دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ انصاف اور متانت سے اور کمال دینداری اور ایمانداری سے تحریر فرمایا دقیق

مسلمون فمن فسر آیات صفات اللہ بتاویل موافق لوضع اللغۃ او عرف الاستعمال او عادۃ صاحب الشرع فھو مؤمن من اھل السُنّۃ ولا یصیر بمجرد التاویل کافرا او مبتدعا او ھا انا من المفوضین ÷

(۶۵) حضرۃ مولانا الحکیم محمد داؤد امام جماعۃ اھل حدیث مالیر کوٹلہ

(۶۶) ومولانا احمد دین امام جماعت اھل حدیث بٹالہ ÷ صح الجواب ÷

(۶۷) حضرۃ الاستاد مولانا ابی سعید محمد حسین بٹالوی نور اللہ مرقدہٗ

بڑے بڑے امام مفسر و محدث مذہب تاویل کو پسند کرتے ہیں اور جابجا آیات واحادیث صفات میں تاویلیں کرتے ہیں۔ کتب متداولہ۔ کتب تفسیر و حدیث وشروح حدیث کو ملاحظہ کیا جائے تو اُن میں امام نووی جیسے محدثوں اور امام رازی و بیضاوی جیسے مفسروں کو اسی تاویل پر دیکھا جاتا ہے ومع ہٰذا اُنکو کوئی مُسلمان کافر یا مبتدع نہیں کہتا"۔

یہی وجہ ہے کہ پچھلے زمانہ کے باخبر اہل سُنّت جو اقوال سلف و خلف پر نظر رکھتے ہیں (باوجودیکہ وہ خود صفات باری میں تفویض کا اعتقاد رکھتے ہیں) اپنے مخالفین اشاعرہ وماتریدیہ وغیرہ متکلمین کو جو استواء وغیرہ صفات کی تاویلیں کرتے ہیں کافر نہیں کہتے" (اشاعۃ السنۃ جلد ۸ صفحہ ۵۴/۵۶)

ایّھا الاخوان!

فھؤلاء الاعلام المصححون الفتوی کلھم اھل الحدیث تری انھم علی اختلاف مسلکھم من التاویل والتفویض کلھم متفقون علی ان المئول لیس بکافر ولا مبتدع ھٰذا ھو العلم والانصاف واصل الدّین فانظر فیما ذکر لعلک تجدنی من المخلصین ÷

واذکرلک شیئا

یجمع اخوان الدّین فاقرع ما سیتلی علیک کی تحصل علی الحق الیقین ÷

(۵۳) جناب المولوی محمّد اسحٰق (۵۴) المولوی عبد الستار (۵۵) المولوی عبد الغفار الساکنون فی لکو کے فیروز پور زاد مجدھم۔ صحّ الجواب۔

(۵۶) جناب المولوی محمد حسین خلف مولانا الحافظ محمد مفسّر القرآن قریۃ لکو کے فیروز پور زاد مجدہٗ

للہ درّ المجیب فانہ فی عدم تکفیر المؤوّل وعدم تبدیعہ مصیب ان کنا لا نعتقد بقول المسئول عنہ لکنا لا نکفرہ ولا نبدعہ لان التاویل فی الاستواء قد ثبت من ائمۃ اھل السنۃ کصاحب التفسیر البیضاوی والمدارک والخازن والجمل والرازی والغزالی والشعرانی کما فی نخ المجیب العلام

(۵۷) جناب مولانا محمّد حیات امام جماعۃ اھل الحدیث ببلدۃ قصور زاد مجدہٗ

انی لا اقول فی حق الرجل المسئول عنہ انہ کافر ومبتدع حاشا اللہ بل ھو من بلا مریۃ

(۵۸) جناب المولوی عمر دین امام جماعۃ اھل الحدیث وزیر آباد زاد مجدہٗ

انا لا اکفر احدًا من الفریقین المفوضین والمؤولین لکن الذی یترجح عندی ھو مذھب المفوضین۔

(۵۹) جناب المولوی عبد اللہ امام مسجد اھل الحدیث ببلدۃ امرتسر (۶۰) المولوی محمد امین واعظ اھلحدیث امرتسر زاد مجدھم التفویض اسلم والمؤول من اھل السنۃ کما فی الاتقان

(۶۱) جناب المولوی ابی شید احمد الدین امام جماعۃ اھلحدیث پتوکی۔

(۶۲) جناب المولوی السیّد عبد الرحیم شاہ واعظ الحدیث لکھو۔ الجواب صحیح۔

(۶۳) جناب مولانا ابی محمد عبد الحق امام جماعۃ اھلحدیث بلدۃ ملتان زادہ مجدہٗ

ان کان تاویل ھذا المأوّل علی سَنَن العرب العرباء ولم یکن فیہ مخالفۃ بیّنۃ لصریح ما علم کونہ من الشریعۃ فلا مریۃ انہ من اھل السنۃ وحاشاہ ان یکون من اھل الکفر او من اھل البدعۃ۔ ثم مجرّد التاویل فی باب الصفات وان کان غیر مرضی عندی ولکنہ لا اُجترأُ علی تکفیرہ وتفسیقہ وتبدیعہ۔ ھذا واللہ الھادی الی سواء السبیل۔

(۶۴) جناب مولانا عبد العزیز امام جماعۃ اھلحدیث قلعہ میاں سنگھ گجرانوالہ

اما بعدُ فیقول احقر الخلیقۃ بل لا شئ فی الحقیقۃ خادم اھل العلم والتمیز المسمی بعبد العزیز ان للعلماء فی صفات اللہ مسلکین التفویض والتاویل فالمفوضون والمؤولون کلّھم

الایات والاحادیث بل کان یتکلم بالفاظ لا یعرف معانیها ومن قال انهم لا یعرفون تاویله ارادوا به الکیفیة الثابتة التی اختص الله بعلمها ولهذا کان السلف کربیعة ومالك ابن انس وغیرهما یقولون الاستواء معلوم والکیف مجهول وهذا قول سائر السلف کابن الماجشون والامام احمد بن حنبل وغیرهم وفی غیر ذلك من الصفات فمعنی الاستواء معلوم وهو التاویل والتفسیر الذی یعلمه الراسخون والکیفیة هی التاویل المجهول لبنی آدم وغیرهم الذی لا یعلمه الا الله وکذلك ما وعد به فی الجنة تعلم العباد تفسیر ما اخبر الله به واما کیفیته فقد قال الله تعالیٰ فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون وقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی الحدیث الصحیح یقول الله تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر الخ (شرح حدیث النزول مطبوعہ ہندیلہ الرتسر صفحہ ۵۲)

تأمل وفقك الله بما یحب ویرضی کیف صرح شیخ الاسلام باجماع المسلمین اقول فی تشریحه مثلاً من قرأ آیة استوی علی العرش بلفظ "نفذ احکامه علی الخلق" فقد بدل اللفظ باللفظ اعنی جاء بلفظ نفذ مقام استوی کما فعل الشیخ الدهلوی رحمه الله لکن لم یعلم ولم یظهر کیفیة الاستواء فصح ان یقال الاستواء معلوم ای معناه اللغوی والکیف مجهول ای لا یعلم احد کیفیة تنفیذه سبحانه فالعلم والجهل یتعلقان بشیئین مختلفین فی الحقیقة کما مثل شیخ الاسلام بثمرات الجنة وفواکهها انا نعلم معناها ولا نعلم کنهها فکذلك نعلم من الاستواء معناه اللغوی ولا نعلم کیفیته کما مثل هو نفسه ایضاً الاستواء وصرح به رحمه الله فالتفویض والتاویل اتحدا مآلاً والله یوفقنا للاتحاد۔

الملخص ان وضع اللفظ موضع لفظ صفة الله جائز صرح به الشیخ الدهلوی بل فعل وقال شیخ الاسلام هذا القدر من العلم غیر ممنوع بل ضروری واستبعد کون لفظ من القرآن غیر مفهوم المعنی مع هذا تبقی مجهولة بکنهها فانحل العضال واندفع التفرق

التَّاوِیلُ لا یُضَادُّ التَّفوِیضَ

بَلْ هُمَا یَجتَمِعَانِ

بعد التتبع والتی اول النظر ان ههنا مسلکین مختلفین (١) التفویض (٢) والتاویل - لکن اذا امعنا النظر فیهما وجدنا هما یجتمعان فی محل واحد - عندی علی هذا الدعوی شاهدان عادلان :-

الاوّل الشیخ ولی الله الدهلوی قدس سره حیث فسّر الفاظ الصفات بوضع لفظ اوضح مقام لفظ النص للایضاح وقال هذا مذهب السلف - وقد مر کلامه فی صفحة (٣٩/ج) من هذا الکتاب - من قوله فوجب ان تستعمل الصفات بمعنی وجود غایاتها الخ

والشاهد الثانی بل فی الرتبة الاوّل شیخ الاسلام ابن تیمیة رحمة الله علیه حیث قال :-

قال ابن عباس رض لیس فی الدنیا مما فی الجنة الا الاسماء وهذا تفسیر قوله وأتوا به متشابها علی احد الاقوال فبین هذه الموجودات فی الدُّنیا و تلک الموجودات فی الاخرة مشابهة و موافقة واشتراک من بعض الوجوه و به فهمنا المراد واحببناه و رغبنا فیه وبینهما مباینة ومفاضلة لایقدر قدرها فی الدنیا و هذا من التاویل الذی لا نعلمه نحن بل یعلمه الله تعالیٰ ولهذا کان قول من قال ان المتشابه لایعلم تاویله الا الله حقا وقول من قال ان الراسخین فی العلم یعلمون تاویله حقا و کلا القولین ماثور عن السلف من الصحابة والتابعین لهم باحسان فالذین قالوا انهم یعلمون تاویله مرادهم بذلک انهم یعلمون تفسیره و معناه والا فهل یحل لمسلم ان یقول ان النبی صلی الله علیه وسلم ما کان یعرف معنی ما یقوله ویبلغه من

وحصل لا تصال فافهم لعلك تجد نی من الناصحين +

اللهم اشهد انی اومن بك وبرسولك وان الاستواء معلوم والكيف مجهول - اللهم احینی علی طریقة السلف الصالح وامتنی علیها واحشرنی فی زمرة الصالحين +

ها انا خادم دین الله

ابوالوفاء ثناء الله بن خضر الامرتسری الهندی

مختصر ترجمہ تاویل تفویض کی مخالف نہیں - کیونکہ حضرت شاہ ولی اللہ اور شیخ ابن تیمیہ نے آیاتِ صفات کا ترجمہ بتایا ہے - شیخ موصوف نے آیت استواء کو جنت کے پھلوں کی مثل قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم جنت کے پھلوں کو قرآن میں پڑھکر رغبت کرتے ہیں - اگر اُن کا ترجمہ نہ سمجھیں تو ہمیں رغبت کس طرح ہو - مگر جنت کی نعمتوں کی حقیقت ہم نہیں جانتے - اسی طرح آیت استواء بحیثیت ترجمہ لفظی کے معلوم ہے مگر کیفیت کے لحاظ سے مجہول ہے یعنی لغوی شہادۃ سے آیت استوی علی العرش کے جو معنے ہم سمجھ سکتے ہیں اُس کے سوا اُس کی کیفیت نہیں جان سکتے +

بھائیو! غور کرو شیخ ابن تیمیہ نے استواء کو ثمارِ جنت سے تشبیہ دیکر صاف بتایا ہے کہ استواء لغوی معنے سے معلوم ہے اور کیفی حیثیت سے مجہول ہے - متکلمین جو استوی علی العرش کے معنے بتاتے ہیں یہ لغوی معنے ہیں - ورنہ حقیقت اور کیفیت تو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا - الحمد للہ دونوں مسلک تاویل اور تفویض میں موافقت ہوگئی +

ہم اہل سُنّت کے مختلف گروہوں میں حضرت شاہ ولی اللہ اور شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہما کی جو عزت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں اسی لئے میں نے اس نزاع میں ان صاحبوں کی تحریرات پیش کی ہیں اور میں ان کو اس نزاع کے لئے شاہدانِ عدل جانتا ہوں - امید ہے غزنوی فریق بھی اپنی اُس محبت اور عزت کا جو ان دونوں حضرات کے ساتھ رکھتے ہیں - کافی ثبوت دینگے - خدا کرے میرا گمان صحیح ثابت ہو +

شکر للہ کہ میانِ من و او صلح فتاد　　صلح جویاں بخوشی سجدۂ شکرانہ زدند

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری